

الاعتقاد
انسان کا
مذہب

عقائد
و اصول
الاعتقاد

رُفِقًا لِّقَوْمِكَ اللَّهُ بَسْبَلٌ لِّقَوْمٍ مِّمَّنْ آذَنَتْ

ہفتہ وار تادیب

ابا پیڑہ

محی حقیقہ نقیابا پوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے ششماہی ۵۰ - ۳ روپے سالانہ غیرہ ۵۰ روپے
فی پرچم ۱۳ سے پیسے

اخبار جامعہ
روزہ ۱۹ مارچ ۱۹۵۹ء
ابا ریکارڈنگ کمپنی سے تحریرت روزہ دہلی شریف سے آئے تھے حضور کی
میں سے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ظلال اعلیٰ بڑا جیسا شاعر
لڑتے ہیں کہ
حضور کی طبیعت ہمارے دور و نغز سے کا حال بنا ہے
اجاب نصف کا کما کما ابام کما جس آج ۱۱ - برو دا می ج کے
سالک و عا میں باری رکھیں کہ انہوں نے اپنے فعل سے حضور کو
بلد صحت یاب فرمائے اور پوری کمت دعا قیامت کے کا کر لیا
لمیں عمر عطا فرمائے - آہیں
تادیب ۶ مارچ ۱۹۵۹ء مجرم عبدالرزاق احمد صاحب
اہل و عیال بقصد تھامے خیر دعا قیامت سے ہیں انہوں نے

۱۹ مارچ ۱۹۵۹ء ۱۳ نمبر ۱۳۱۳

حضرت سیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برگزیدہ جماعت اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیں

راقتباس از البانات سیدنا حضرت سیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا حضرت سیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمانہ "خدا سے کہیں ملتا نہ ہے مجھے ثبات دے کر کب تک.....
" خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت
کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھ اڑوں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا۔ تیرا نام صفحہ زمیں سے کبھی
نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ولایت کا شکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے
کے درپے اور تیرے ناپود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے۔ اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔
لیکن خدا تجھے بھلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا میں تیرے فالس اور دلی مجبوں
کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں
کے اس دوسرے گروہ پر بنا برود قیامت غالب ہوں گے جو ہماروں اور خداؤں کا گروہ ہے خدا انہیں بھولے گا
اور فراخوش نہیں کرے گا اور وہ علی حسب الاظہار اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ وقت آتا ہے
بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری عبادت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے
برکت ڈھونڈیں گے" (اشتبہ ۲۰ فروری ۱۸۸۵ء)

سیح بن ہریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کے رنگ میں ہرگز وعدہ کے موافق تو آیا ہے دکھانے لگتا ہے
وَأَمَّا عَلِيُّ الْحَقِّ الْمُبِينِ أَمَّتْ مَعْصِيَتُكَ وَمَعِينِ الْحَقِّ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۹۱ ۵۶۲ء ۱۸۸۵ء)
تو اس وقت تو نہ دیکھ سکتے ہو کہ یہاں برنامہ بلند تر حکم آنت و پاک محمد مصطفیٰ امینوں کا سردار..... بڑا مبارک
وہ دن ہوگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا ہو دنیائے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور پڑے زور آور جھول سے مٹی
سچائی کو ظاہر کر دے گا۔ آمین (البعث صفحہ ۱۲)

سے اس فتنہ سے مراد کہ عمیروں کا پیر اور بچے مناد ہوا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی پشت گویا ہوا اور ان کے سیح موعود کے لئے
تعیین جس کی نسبت یہود کا نبی تھا کہ ہم میں سے پیدا ہوگا اور عیساؤں کا خیال تھا کہ ہم میں سے پیدا ہوگا مگر وہ مسلمانوں سے
پیدا ہوا اسلئے بلند مدار عزت کا محمدیوں کے حصہ میں آیا۔

(تذکرہ مشائخ حاشیہ)

لبنت سیدنا حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام

(از محترم جناب قاضی محمد عظیم مراد دین صاحب اکمل بڑہ)

یحییٰ موعود - اور - آپ کی جماعت

آپ کا اسلام خوش اسلوب ہوا خوب ہوا
 اور ایسا رہی مرحوب ہوا خوب ہوا
 اپنے اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
 اس کا ایمان تو اسلوب ہوا خوب ہوا
 جھنڈا انجیل کا مقبول ہوا خوب ہوا
 غیر کا وعدہ عرفی ہوا خوب ہوا
 نام - کہ سنتے ہی مرحوب ہوا خوب ہوا
 جہنم پہ ناراض ہوا خوب ہوا
 احمدیت سے جو منسوب ہوا خوب ہوا
 وہ فتوا لکھے نہ مرحوب ہوا خوب ہوا
 جسکے پانامہ و دینیب ہوا خوب ہوا
 اس صدی میں بھی ایک ایقوب ہوا خوب ہوا
 دیکھنا شہرہ مطلوب ہوا، خوب ہوا
 ان میں اکمل بھی جو محبوب ہوا خوب ہوا

آپ کا مریبوئے خوب ہوا خوب ہوا
 جذبہ خدمت اسلام کیا زہروں پر
 ماننے والے نے ایمان کی دولت پائی
 کام جس نے لیا انکار سے استہزاء سے
 آپ ہی کے کسی مستحبین کے بغفلوں
 ہم نے جو عہد کیا اس کو ناپا لیا لیکن
 اللہ اللہ ہے کیا عرب خدا داد - عدو
 جس سے راضی ہو آپ اس سے خدا راضی ہے
 نیک نامی میں ہے ممتاز جو سینے ہذا نام
 جو عقائد میں پنے سے مرد انجم میں سے
 جو ہے دنیا جو ہے نیک ہے کافر کا تینا
 مشکلیں حد سے بڑھیں جس آسان ہوئی
 پیشگوئی تھی کسب آسمے کا مریبوئے موعود
 میں سیاحت محمد کے ہزاروں ہی عظام
 ان میں اکمل بھی جو محبوب ہوا خوب ہوا

نزدک کی خبریں ایسے پختہ ماہوں سے نقلی
 بعد فیصلی مٹا کر تک سہیں کسی کو نہیں
 انکار نہ تھی - چنانچہ اولیٰ تو حضرات عین
 کا اپنی صحاح میں روایات کو نقل کرنا اس
 بات کی بدی مضامت ہے کہ جو تیری حق و
 صداقت کے سرچشمہ سے ظلمیں دوسرے سے
 زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں اس کے بعد
 واقعات نے مجھ سے خود ان کی صداقت پر
 اور تعدد میں جیت کر ہی !!
 زمانہ کی روحانی واقعاتی حالت کی اجازت
 وہاں منتقلی کا تصور پورے جوئی ہر سب
 سے بڑھ کر خود فراغت کھلانے والوں کا
 اپنی بے علی - یہ سب حالات آج موعود
 اور محمدی صلہ کو بار بار لہذا پور نہیں !! پس
 ایسے خطرات کہ ذہنی فتنوں کے فوک کرنے
 کے لئے خدا تعالیٰ کی اولیٰ رحمت کا جو حق
 میں آنا ضروری تھا چنانچہ نصیبی وقت
 پر ہی عرض صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ہی
 سے ایک شخص کو اس منصب عالی پر پہ
 فائز کر دیا گیا !! جس کے زور دنیا
 کے انتہائی بگاڑ اور عکس و صورت
 وقت وہن محمدی کی تجدید اور امت مرحومہ
 کے فساد کی اصلاح کا عظیم کام لگا
 دیا گیا !! اس حالت کی طرف اشارہ
 کرتے ہوئے حضرت باقی اسلمد اجوی
 نے ہر حق فرمایا ہے

آخری زمانہ میں یحییٰ موعود و محمدی موعود
 کا زوال امت محمدیہ کے نزدیک ایک ایسا جماعی
 مسئلہ کی حیثیت رکھتا ہے - اس لئے تو
 تیسری صدی کے اختتام اور چودھویں
 صدی کے آغاز تک اس پر گزیرا ہوا ان
 کی برابر انتہائی مہم تھی - مگر جب ان
 قسم بشا زوں اور پیش چہرہوں کا متعلق
 پیدا ہوا تو ظاہر پرست علماء نے سخت
 غلطی کر رکھی - اور کھینچے اس کے پیچھے
 کو سرگرمیوں پر رکھے جسے اللہ اس کی
 مخالفت پر آمادہ ہو سکے - اس لئے
 ہر چند دلائل کا قاعدہ اور راہیں مسلط
 ایسے مدعیوں کے دعوے کے خلاف پیش
 کر کے آنگھ وہ اسی بات پر مصر پر پڑے کہ
 ان کی مستشار اور خواہش کے مطابق
 نہ لڑا ہی کا آسان سے نزل ہوا اور مذہبی
 اس نے دنیاوی عالی و منالی لئے علماء
 کام کی تبدیلیاں پھری رہا لاگو اس
 بات کے لئے ایک مدت سے منتظر رہے
 تھے !! مگر خود خدا تعالیٰ نے کفری ہاتھ
 اس کی پشت پر تھا - علماء وقت کی شہرہ
 مخالفین اور شتم قسم کی ایذا رسانوں
 کے منصف بنے اس کا بال تک بگاڑ نہ
 سکے - اور خدا تعالیٰ کا حکم پورا پورا
 شائع ہوا گیا - جوں جن لوگوں پر اس
 کے دعوے کی صداقت کھنسی تھی مگر وہ
 دوسروں سے کٹ کر اس پاک جماعت
 میں شامل ہوتے چلے گئے - اس طرح
 اس پر گزیرا ہوا ان پر ایمان لانے
 والوں کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہو گیا
 گیا - مگر علماء کی ظاہر پرستی ہی
 تنگ لائی -

اسلام کے صدر اس میں کیا گیا تھا !!
 اس بات کا ماہیجی حجت ان اشارہ
 قرآن میں کی روحانی مثالوں سے ملتا ہے
 جو نفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 صحابہ کرام یا آپ کے خلفاء کے زمانہ
 میں تعلق میں تھے اور برابری کے لئے جاری
 ہیں !! کیا روئے زمین پر کوئی ایسی اسلامی
 جماعت ایسی ہے جس اس وقت جماعتی
 رنگ میں محض دین کی خاطر اس طرح کی
 جاتی قرآن میں ان کرنے کو تیسرا جو اور
 اس کے سیکھوں انفرادی سے غریب
 اناب کو قبول کر سکتے وطنوں سے
 درس لیا جانے کے لئے اٹھا رکھتے
 اللہ کے لئے شکر جائیں - اور خدا مستند
 دین کے لئے اپنی زندگیوں وقف کر دیں
 اور پھر متعدد افراد اس مقدس راہ میں
 اپنی جان تک کی بازی لگا دی - وہیں کہ
 کابل میں اس کی مشق قائم کر رکھی گئی
 بیرونی ممالک میں اٹھا رکھتے اللہ کے فریق
 کی اور انگلی میں ہی محمد بن احمد نے
 اپنی عمر تیر جا میں جان آفرین کے حوالہ
 کریں !! اور وہ بکا آخری آرام گاہ ہیں
 اب بھی ان ممالک کے مسلمانوں اور
 ہزاروں انفرادی کو روش تبلیغی گدی میں !!
 عالی حلقہ سے مستقل طور پر
 اپنی آمد بیوں کا ایک مقررہ حصہ اپنے ہائی
 پچوں کے پیٹ کاٹا کہ باقائدہ ادا کر
 چلے جانا وغیرہ بلاشبہ ایسے اعتبار سے
 نشانہ زرعہ بیات ہیں جن کی مثال

دین اسلام کو زندہ اور قائم بنا دینیب
 ثابت کر دیا باہر دشمنان ممانی کے لئے
 ہر مخالف کو لٹکا اور باقہ کرنا چاہئے
 کوئی مذہب نہیں الیک نشان دکھلانے
 پیغمبر باغ محمد سے ہی کھلیا م نے
 نیزہ
 سب حلقہ کو مٹے ہیں بتنے باغ پیلے
 ہر طرف نے دکھایا نہ ہر راہی ہے
 اوجھان تک مقابلت فریبت کے فریقہ
 کی اٹھا م وہی کا تعلق ہے - اس کے لئے بھی
 آریہ کی پاک جماعت ہم جن معرود ہے
 اس مقدس جماعت کا ہر ذی شعریہ
 طرز کی پاک تعلیمات کی انجیلیت کو مستقل
 طور پر ہر طبقہ کے لوگوں کو ذہن نشین
 کرنے کی کوشش اور سعی میں ہے اور یہ
 قطعاً ہے جب تک عالمی مسلمانوں کے حقوق
 دنیا کے کسے - اور یہ تک اس آسانی
 آواز کا مرکز ظہور ہو رہا ہے پانچا کے کسی
 کی ہادی ہے - مگر اللہ سبحانہ !! و
 اپنی ہم ہر دم متہ -

وقت تھا وقت سیمانہ کسی اور وقت
 جو نہ آتا کوئی اور ہی آہ ہوتا
 چنانچہ خدا تعالیٰ نے تیسری صدی
 اتنا نیک سے ساتھ اس مقدس انسان
 نے یہ کام لکھا - اور اس وقت انکار اس
 جہان سے اٹھا یا نہ گیا جب تک کہ وہاں
 انقلاب کی حکم تیار دین زمین میں قائم
 نہ کر دی گئیں !! وہ رنگ بڑھ
 انسان اپنے ان مفصلہ میں کس حد تک
 کامیاب کا کارن ہوا ہے - اس
 کے اپنے سنہ کار ناموں اور اس کے
 بعد اس کے زاریہ تمام شدہ مقدس جماعت
 کے ان روحانی کارناموں پر نظر ڈالنے
 سے معلوم ہو سکتا ہے - جو بعض دفعہ
 رائے اور وسعت پدیریں !!
 اس الہام الہی کی رو سے جو اس کی
 غرضی حیثیت کو ظاہر کرتا ہے کہ
 تیسری صدی کے انجیلیت و تقییم التعلیغہ
 کی ادا ہے اس لئے وہیں محمدی سے اس میں
 کوئی کسر اٹھا نہ تھی اور لائل کی کھنسی اور
 ترازہ ترازہ حجت اور نشانہ ان کے دل میں

جب ایک عالم عمر گزار دے
 باوجود علماء کرام کی تشہیرات کے
 صحابہ ان کا موعود نہ آیا اور وہ اپنا باج
 مند اور تعصب پر قائم رہے - بلکہ
 مسلمانوں کے ایک حلقہ نے کسی سید یا
 محمدی کی نظریہ آدھا کرے سے انکار کرنا
 سفارش کر دیا !! - حالانکہ ان کے
 خیالات میں اس لئے کوئی عقلی انقلاب
 درستیقت ان کی ملکیت خوردہ زمینت
 کا نتیجہ یا اپنی سادہ لفظ کی آواز کو لہانے
 کا ایک آسان کرنا درست و ذوق ہے !!
 اگر عقولیت کی نظر سے دیکھا جائے
 تو نہ ہی موعود الذکر لوگوں کا مفید و درست
 سمجھا جاسکتا ہے اور نہ ہی علماء ظاہر کا
 طریق حق و صداقت پر عملی قرار دیا جاسکتا
 ہے - کیونکہ سچ موعود اور محمدی موعود کے

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیسئلہ علیہ السلام سیدنا حضرت مسیح موعود ہدی موعود اللہ علیہ السلام پاک تعلیم

میرے ایک اور قوم میں رسول

نہرنا یا :-

”جاہل اس نے اللہ تعالیٰ سے قرآن شریف میں صاف بتلا دیا ہے کہ وہ مانتا ہے جو نہیں کہ کسی خاص قوم یا قوم ملک میں خدا کے نبی آتے ہیں بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا اور قرآن شریف پر طرح طرح کی مثالوں سے بتایا گیا ہے کہ جبکہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کے لئے ان کے کتاب مال ان کی جسمانی تربیت کرنا آیا ہے ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو دہائی تربیت سے بھی پیشوا کیا ہے۔ جبکہ وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے: وان من امة الا اخلاصنا لہا من انفسنا لعلہا یحذرون ان ینزلوا علیہم من سماء من انہم لیسئلہم عن نبیہم (پیشوا صلح ص ۱۰۸)

پیشوا یا ان مذاہب کی عزت و احترام

نہرنا یا :-

”اے عزیز و اقربم عزیز اور ہر بار کی آزمائش سے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں اور زمینوں اور لوگوں کو توہین سے باز کرنا اور ان کو جاننا دینا ایک ایسی ذمہ داری ہے کہ نہ صرف انہماک کا جسم کو پاک کرنے بلکہ روح کو بھی پاک کر کے دین اور دنیا کو تنہا کرتی ہے۔ وہ ملک انام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے مہر و دی کی عیب شماری اور ساز و پیشانی، عرفی میں مشغول ہیں اور ان قانون میں ہرگز کسی اتفاق نہیں ہو سکتا جس میں سے ہر ایک قوم یا قوم ایک دوسرے کے نبی یا نبی اور امتداد کو بدی یا بد مذہبی کے ساتھ یاد کرنے رہتے ہیں۔ (پیشوا صلح ص ۱۰۸)

اپنا نمونہ

نہرنا یا :-

”ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بد مذہبی نہیں کرتے بلکہ ہم بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے نبی آئے ہیں اور کدو دنیا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا کے کسی ایک موعود میں ان کی محبت اور عظمت جاگزیں ہو چکی ہے۔ اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد دہر گزر گیا ہے۔ تو اس میں ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے۔ یہ کہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ توبہ لیت کر دہرا لوگوں کے دلوں میں نہ لیتے اور اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتے اور اگر کوئی کا ذب ان کی کسی پریشانی ہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔ (پیشوا صلح ص ۱۰۸)

بغشت کی غمخیز

نہرنا یا :-

”وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو چکی ہے۔ اس کو دور کر کے محبت اور اطمینان کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جھگڑوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو چکی ہیں۔ ان کو ظاہر کروں اور وہ معافیستہ جو نفسانی تاریکیوں کے بیچے دب گئی ہے۔ اس کا نمونہ دکھائیں اور خدا کی طاقتیں وہ جو ان کے اندر داخل ہو کر توجہ دہا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں۔ مجال کے ذریعہ سے نہ ممکن قال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ مخالف اور چمکتی ہوئی توجہیں جو انہم کے شرک کی آہوش سے غالی ہوتے جواب ناپود ہو چکی ہے۔ اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگانا اور ہر سب کچھ

میری نونٹ سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہر گاہ جو آسمان اور زمین کا خدا ہے!! (پیشوا صلح ص ۱۰۸)
اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی زندگی

نہرنا یا :-

”روحانی زندگی کے لحاظ سے ہم تو انہیوں میں سے اعلیٰ درجے پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ سمجھتے ہیں اور قرآن شریف آیت و آخروں میں منہم لہما یحذروا بھم میں اس زندگی کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ کیونکہ اس کا ہی مطلب ہے کہ جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی یا ایسا ہی آخری زمانے میں ہوگا کہ صبح موعود اور اس کی جماعت آخرفت صلی اللہ علیہ وسلم سے نبی یا نبی کے جب کہ اب نمودار ہوا ہے۔

اور ایک بڑی دلیل اس بات پر کہ صرف ہمارے ہی صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر اعلیٰ زندگی رکھتے ہیں دوسروں کی نہیں بلکہ آپ کے تا قیامت اور بیگناہ کا زندہ سلسلے کو نبی پر بھیجئے ہیں کہ سچے مسلمان آخرفت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کے خدا تعالیٰ کے کلمات سے شرف پاتے ہیں۔ اور فوق العادت خوارق ان سے صادر ہوتے ہیں۔ اور فرشتے ان سے باتیں کرتے ہیں۔ دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں اور ان کو نوز میں ہی موجود ہوں کہ کوئی مقوم اس بات میں جہاد مشابہ نہیں کر سکتی۔ (تالیف رسالت مبلد و ملاحی)

اس بات کا ثبوت

”میں تمام لوگوں کو یقین دلانا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اعلیٰ طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے صبح موعود کے بعد بھی ہے جس کو نونٹ ہو وہ آرام اور آسائش کے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کر لے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ ذرا بھی لکھا کرتا کہ کسی کے لئے فخر کی جگہ نہیں بیکر خدا نے مجھے بھیجے کہ اس بات کا ثبوت دوں کہ

- زندہ کتاب قرآن ہے اور
- زندہ دین اسلام ہے اور
- زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور

دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا ہی ایک خدا ہے جو کلمہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول ہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر

- نئے سرے سے دنیا زندہ ہو رہی ہے
- نشان ظاہر ہو رہے ہیں !!
- برکات ظہور میں آ رہے ہیں !!
- غیب کے جتنے کھل رہے ہیں !!

پس مبارک وہ ہوا ہے تمہیں تاریکی سے نکالنے !!
(تالیف رسالت مبلد و ملاحی)
ا ستمبر ۲۰۰۶ء

حصول تقویٰ کی تلقین

براک نیکی کی جڑ ہے یہ الفاظ ہے
یہی اک خیر نشان ہے
عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
سنو اسے حاصل اسلام تقویٰ
مسلمانوں کو تمام تقویٰ
یہ دولت تو نے مجھ کو اسے عطا دی
خدا جانے انڈی (آخری اذکار)

جو رمضان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس کے
اول نمبر پر خود صوم یعنی روزہ سے جو روزہ
کے اصل اور کھوسوں عبادت ہے۔

نہضت کا ظاہری صورت پر سے کھوسے کے وقت
اپنی صح ماہی اور دیگر اذکار سے اپنے اپنی عبادت
اور استغفار کے مطابق دیکھنا یا کھانا یا
کھانے کے بغیر روزہ رکھنا چند دن سے زیادہ
مہینوں سے سوئے اس کے کوئی مہینہ ہی کی صورت
ہو۔ اور عمارتوں کے لئے متعلق مسنون طریق
پر ہے کہ صوم صادق سے قبل ہفتہ دینے سے کھانی
جائے۔ اس کا یہ ہے تاکہ کھانے اور اذان کے
درمیان کم سے کم وقفہ ہو۔ اور غلطی مدبرانہ
کے ساتھ انسان کی ذاتی خواہش معلوم
نہ ہونے پائے ماہ کے بعد غریب آنتاب
بیک کھانے پینے اور بوری کے ساتھ کھانے
جنسی تعلقات قائم کرنے منع ہیں۔ اس طرح
گویا خدا کے راستہ پر اپنے نفس اور اپنی
کے قربانی پیش کی جاتی ہے۔ خراب آنتاب کے
وقت نہ اظہار کی کہے ہیں وہی اصول چلتا
ہے۔ جو بھری کھانے کے متعلق اور پیر
کیا گیا ہے۔ لیکن غریب آنتاب کے ساتھ
توقفہ اظہار کی کرنا چاہئے۔ دوسرے اذکار
پر بھی جاری ہے۔ اور بیکرنا اور اظہار کی
کرنے پر جلدی کرنا مسنون ہے۔ روزہ
کے دوران میں خاص طور پر اپنے خیالات
کو پاک و عذاب رکھنا اور پیوہ اور
بانوں اور غشاہ و غیرہ سے اجتناب کرنا
ضروری ہے۔ روزہ سے باطنی باطنی
پر فرض ہے۔ اللہ اگر کسی شخص سے صرف
یا جیسا ہو تو اسے سہرا اور بیکرنا کے ایام
یہ روزہ ترک کر کے دوسرے ایام میں تقی
پوری کر لی جاتی ہے۔ جب تک ان عورتوں کے لئے
ہو۔ جو رمضان کے مہینہ میں باسواہی ایام
کی وجہ سے چند دنوں کے لئے معذور ہو جائیں
وہ لوگ جو طبعاً ہے یا باطنی المرض جو
کہ وجہ سے معذور ہو چکے ہوں ان کے لئے
قرآن ہی حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے کھانے کی
مشیت کے مطابق فدیہ ادا کر دیں۔ فدیہ
کی رقم مسکین کی امداد کے لئے مقرر ہے۔ یہی
مجبوری جاسکتی ہے اور اپنے شوخی
کے غرہاں میں خود بھی تقسیم کی جاسکتی ہے
اور فدیہ نقد۔ تمہاری ہجرت کے لئے
صورت میں ہی دیا جاسکتا ہے۔ بعض عورتوں
سے سہرا اور فدیہ جیسا ہی بھی فدیہ کی
ادائیگی کرنا ہوتا ہے۔ اور دوسرے
وقت میں گنتی پوری کرنا ضروری ہے۔

رمضان میں قرآن کی تلاوت

رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت
کی بھی خاص تاکید فرمادی تھی۔ کیونکہ قطع نظر
تلاوت کی دوسری برکات سے رمضان کا
مہینہ قرآن زہد کے آغاز کی یادگار ہے۔
اور اس یادگار کو قرآن کی تلاوت سے کسی
طرح جدا نہیں کیا جاسکتا۔ عمارتوں
رمضان میں قرآن کا ایک دور شروع کرتے
ہیں لیکن برسے خیالی ہی مسنون طریقہ دو
دور شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے
کہ رمضان میں جو تلاوت علیہ السلام آگفتن
عملی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی قرآن کا
ایک دور شروع کرتے ہیں۔ لیکن جب قرآن
کا تلاوت مکمل ہو گیا تو آگفتن عملی اللہ علیہ
وسلم کی زندگی کے آخری رمضان میں حضرت
جبرائیل نے آپ کے ساتھ ہی کر دیا۔
پورے قرآن اور جو تلاوت کے مہینہ میں قرآن
تکمل ہو چکا ہے اس لئے آقا کی سنت
میں ہمارے لئے بھی رمضان میں قرآن مجید
کے دو دور پورے کرنے مناسب ہیں۔
اور زیادہ سے لئے تو کوئی مہینہ ہی
گڑھا لوگ اسے سنت ہی منطبق ہوگا۔ قرآن کی
تلاوت حقیقی اور مع ظہر ظہر کرنا صحیح ہے
کنی چاہیے۔ اور رکعت کی آیتوں پر مطلع
رکعت کی دعا اور عذاب کا آیتوں پر تلاوت
استغفار کرنا مسنون ہے۔
رمضان میں غیر معمولی حد تک عبادت
رمضان میں حد تک عبادت پر بھی موسم

رمضان میں نفسی نمازیں

رمضان میں آگفتن عملی اللہ علیہ وسلم
لئے نفل نمازوں پر بہت زور دیا ہے۔ نفل
نمازوں میں سب سے افضل اور سب سے
آزاد پر مسنون ہے۔ اس لئے ادا کی جاتی ہے
اس نماز کی برکت اور ثواب اس بات سے

نے بہت زور دیا ہے۔ حد تک عبادت پر بھی موسم
دوسری عبادتوں پر ہے۔ ایک نیک کہ غریب
بھائیوں کی زیادہ سے زیادہ امداد کرنا
کھانے تاکہ وہ بھی رمضان کے طے ہوئے
اخراجات کو بخوشی اور خوشی کے ساتھ پورا
کرسکیں۔ دوسرے یہ کہ یہ حد تک عبادت
صدقہ کرنے والوں کے لئے بڑا کامیاب
ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ:-
ان الصدقات تخط عنہ
غضب الموت۔

یعنی حد تک عبادت و غیرت خدا کے
غضب کو جلا کر ادا کرنا اس کی
تخلی تقدیر کرنا کہ وہ نہ
خود آگفتن عملی اللہ علیہ وسلم کے متعلق
حدیث میں آتا ہے کہ مالیتنی کے باوجود آپ
کا ہاتھ رمضان کے مہینہ میں غریب مسکینوں کی
ادائیگی میں اس طرح چلنا تھا کہ اگر وہ ایک
تیرا تھی تو جیسی ایک کو خیال ہی نہیں لاتی۔
یہ میرا رک اسوہ ہے مسلمان کے لئے
مشعل راہ مرنے چاہیے۔

صدقۃ الفطر کا فریضہ

اس طوری صدقہ کے علاوہ اسلام میں
عبید الفطر کی آمد رسول صلات الفطر کا
بھی حکم دیا گیا ہے۔ جو عید سے پہلے ادا کرنا
مسلمان پر فرض ہے۔ اس کی مقدار نوشمال
لوگوں کے لئے ایک صاع گندم اور عام
لوگوں کے لئے نصف صاع گندم مقرر ہے
جو جگہ کے ریت کے لحاظ سے ایک روپیہ
اور نصف روپیہ کی کسی ہوتی ہے۔ صدقۃ الفطر
پر عورتوں کے لئے پورے امیر غریب پر
زین کیا گیا ہے تاکہ اس مشورہ کو فدیہ سے عید
کے وقت پر عیب بھائیوں کی امداد کی جاسکے
حتیٰ کہ جن غریبوں نے صدقۃ الفطر سے خود
امداد حاصل کر لی ہوں ان کو بھی حکم ہے کہ اپنی
طرف سے صدقۃ الفطر ادا کریں تاکہ یہ فدیہ
بھی مسنون ہی توئی زندگی کی صورت اختیار کر
لے۔ صدقۃ الفطر کو مکرر نہیں ہونے کی ضرورت
نہیں بلکہ اسے صحابی طور پر پاس پاس کے
فریضوں پر خرچ کرنا چاہیے۔

اعتکاف کی مخصوص عبادت

اعتکاف کی مخصوص عبادت
تعمیر اسلام میں رہا نہایت یعنی ترک
دنیا جانا نہیں کیا۔ کیونکہ وہ انسان کی کشمکش
نظری نفسانوں کے مطابق زندگی کی کشمکش
میں مبتلا رکھ کر ایک کرنا چاہتا ہے۔ لیکن
رمضان کے آخری عشرہ میں ایک مقرر کی جوتی
اور مشروط اور محدود و سبب نسبت کی مشروط
کی گئی ہے۔ اس مخصوص عبادت کا نام اعتکاف
ہے۔ اور جو لوگ اس کے لئے ذمیت پائیں
اور ان کے معاملات اس کی اجازت دیں ان
کے لئے یہ ہدایت ہے کہ وہ پیش رمضان
کی شام کو کسی ایسی جگہ میں جمع ہوں جو
غیب دور کی عبادت کے لئے خوشتر ہیں

موجوں میں اور اپنے اس اعتکاف کو خواہ
رمضان تک پورا کرے۔ اعتکاف میں سوتے
پیشاب یا خافہ کی خواہش کو دیر کے دن رات
کا سارا وقت مسجد میں نہ کرنا اور نہ
قرآن اور ذکر الہی اور دعا اور دینی درس
تدریس میں گزارنا یا کتابت۔ اس طرح اعتکاف
میں بیٹھے والا انسان کو باطنی حالت کے
خدا کی یاد کے لئے کھلیے وقف سوجانا ہے۔
یہ عبادت یا دینی کی مخصوص یا شخصی ہے
کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ تاکہ اس کے
بعد اعتکاف بیٹھے والا انسان پر بھی عیب
کو اسے دنیا میں رہتے ہوئے اندر ہی تعلقات
کو نبھاتے ہوئے کسی طرح دست با کار
دل یا بارہ کار نہ پیش کرنا چاہیے۔

لیلۃ القدر کی مبارکات

قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ رمضان
کے مہینہ میں ایک خاص ماہ ایسی آتی ہے جس
میں خدا تعالیٰ کی رحمت اس کے بندوں کے
تقریب تمہر جاتی ہے۔ اس رات کا نام لیلۃ
القدر ہے یعنی عورت والی رات رکھا گیا ہے
جو روحانیت کے نزدیک دست اللہ زیادہ
دعاؤں کی خاص قبولیت کی رات ہے۔ اس
نے کہ رحمت سے اس رات کی آیتیں نہیں
کی۔ لیکن حدیث میں آگفتن عملی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے راتوں میں بارہ گناہت
اس قدر اشارہ فرمایا ہے کہ اسے رمضان
کے آخری عشرہ یا آخری سات دنوں کی طاق
ماتوں میں تلاش کر کہ لیلۃ القدر کے لئے
رمضان کے آخری عشرہ کو پاس لئے عورتوں
کیا گیا ہے کہ رمضان کے ابتدائی سات دنوں
کے مسنون روزوں اور نفل نمازوں
اور تلاوت قرآن اور دعاؤں اور صدقہ
غیرت وغیرہ کے دوسرے مسنونوں کے دنوں میں
ایک خاص رات کی کیفیت اور خاص قرآنی
ظہر پیدا ہو کر ان کے اندر قربت دعاؤں
غیر معمولی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ یا پھر یہ
خیالی کرنا کہ لیلۃ القدر میں قرآن کی تلاوت
لاذات دل سرجا کی ہے اس کی تعلیم کے مرتب
تلاوت ہے۔ جو دعا خدا کی کسی صفت کے
ظلاوت ہو یا خدا کی کسی صفت کے خلاف
ہو یا خدا کے کسی وعدہ کے خلاف ہو یا
دعا کرنے والے کے لئے عیب یا عقاب
کے خلاف ہو۔ جسے ۷۵ آیتیں جہانیت کو یہ
سے مانگ رہے ہو وہ ہرگز قبول نہیں ہو سکتی۔ اور
منا ایسے شخص کی دعا قبول ہو سکتی ہے جس کا
دل نا پاک اور گنہگار ہو اور وہ شخص جو غیر
کے طور پر کوئی دعا یا تہنیت زبان پڑھا ہو
قرآن مجید رمضان میں دعاؤں کے نفل ہی
میں فرماتا ہے کہ
اذا صلا لک عبادی عتی
فا فی قریب الی عبادی
الساع اذا دعوت فیہن سبوا
لی ولیرعوا فی الہن سبوا

حضرت بیچ موعود کی سیرت کلامیایاں پہلو

عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ بیٹو ہمارا جس سے نور مارا
ان حضرت کا ہزارہ مرزا و سویم احمد صاحب ناظر موعودہ و تبلیغ قباہان (ایسے لکھنوا)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اشار فرمایا
قل ان كنتنہ تصونون اللہ
فاتحون فی حبیبکم اللہ
کہ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اعلان کر
دیجئے کہ اسے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ کے مقرب
اور محب بننا چاہتے ہو تو پیغمبر کی پیروی کرو۔
جب تم میری اطاعت میں کھجھاؤ گے تب اللہ
تمہارے ساتھ محبت کرنے لگے گا۔

گویا اللہ تعالیٰ نے تمہاری ذات، الفاظ
میں اور انداز و فریاد میں کہ کوئی شخص جب اللہ
کا دیوار نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی نہ کرے۔
اور آپ کی اتباع میں کھونچا جائے۔ جسے اللہ
کے قرب کے حصول کے لئے یہ قرار پایا کہ
اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
ضروری ہے تو اس کے ساتھ ہی پیغمبر کی
واجب ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
کے لئے آپ کے ساتھ ہی ضروری ہے کہ
کیونکہ کامل متابعت مقصدی ہے کامل محبت
کی۔ اور جب تک جب کامل نہ ہوگا، کسی
واجب الاحاطات کی اطاعت کافی کے لئے

جذبات میں تریک پیدا ہی نہیں ہو سکتی پس
یہ ثابت ہو گیا کہ کاتبی حب کا لازماً کامل
اطاعت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا حدیث تو کیا دیکھی دیکھی حبیبین
لما مد معہما الا انما عجبی حتی ترکان لکم لکم
معدودہ بالآیات کی تفسیر ہے۔ اس میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا مہم اہل اللہ و اہل اللہ
میں ظاہر فرمایا ہے کہ تمہاری عقل کا آئی ہو
آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ یعنی آپ فرماتے ہیں
کہ اگر کوئی آدمی میرے زندہ ہو جائے تو میری
اتباع کے لئے ان کے لئے چارہ نہ تھا۔ یعنی گو
وہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھے اور اپنے اپنے
زانیوں میں مغرب میں اپنی تھے۔ مگر جبکہ
اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ زانیوں کو
اکمال بخش کر رکھے اور اللہ تعالیٰ نے تمام مقام سے
نوازا ہے وہ دونوں اس زمانہ میں زندہ ہوئے
تو وجود ایسا اعلیٰ صفتوں کے وہ میری اطاعت
کے پابند ہوئے۔

امت محمدیہ میں گلاں گلاں تیرہ صدیوں میں
ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ گذرے ہیں۔
ہمیں نے اپنے ذہنی تجربات اور مشاہدات

کردے۔ مگر محبت کا جو حقیقی لونا مٹھوں
اور ردیوں کے وقت ہی ہوتا ہوا کرتا ہے
آپ ان کو کفر کے نتیجے میں مار کر لے والوں کو
مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ

بعد از خدا یعنی محمد محمد
مگر کفر اس کو بخدا سخت کارنام
کتنے درد کا اظہار ہے اس کلام میں۔

آپ فرماتے ہیں اسے گروہ مکفرین! میری
حالت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد عتقا
محمد میں مجھ کو وہ جو بوشوں ہیں اور آپ لوگ
مجھ پر کفر کے نتیجے میں لگا رہے ہیں۔ اگر مشفق
مجھ میں فنا ہو جائے گا نام کفر ہے تو خدا کی
قسم میں کافر نہیں سخت کافروں کیونکہ میں
عشق رسول میں فنا ہی نہیں سخت فنا ہوں۔

اور پھر آپ اپنے محبوب و مخلص آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یوں عرض فرمادے
ہوتے ہیں کہ
تیرے سہیل کی قسم لے کر میرے ہاتھ
تیری خاطر سے یہ بار بار اٹھا رہا ہے
کہ فرود ملدو وہ چال ہمیں کہتے ہیں
نام کی کی کیم محبت میں بھائی ہائے
کسنا درد اور کونو گرازا ہے اس فریاد
میں جو آپ اپنے آقا کے حضور کر رہے ہیں
اور کتنی محبت کا اظہار ہے آنحضرت صلی اللہ
اور دین اسلام سے۔

پھر جن لطف و بخششیں نہ کہ اگر خالق
سے وہ گزرائے کہ آپ پر یہ الزام لگتا ہے
کہ گویا نوحیہ باندہ آپ کے لئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی جنگ اور استغاثہ کا ایک کتاب
کہا ہے اور آپ نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ
درج میں بڑا بتایا ہے۔ آپ اپنی طول فارسی
نظم میں اس راہبام کی تہذیبوں فرماتے ہیں کہ
جان و دلم فریادے جمال محمد است
خاک نام کریمے اللہ کے راست
ایں پندہ دہلی کو بچنے خدا ہم
یک خندہ زکریا کمال شجرات

یعنی اسے مخالفین کا زور تو جو۔ میں اپنے
دل و جان سے سب سے بڑھ کر جمال جسمن کو نور
پر بندہ ہوں۔ میری خاک آگ جھڑکے کو پر
نثار ہے۔ تم کو کہتے ہو کہ گویا میں نے خود اپنے
اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدمت دی
ہے۔ خدا کے لئے بیادوئے بھی تو سنو
جو یہ ہے کہ اس اسلام کی خدمت کا جو بیڑا
اٹھایا ہے اور اس کے لئے کمر بستہ بناؤ
رکھی ہے اور روحانی خزانے سے دنیا کو مال
کر رہا ہوں۔ اور میرا چشمہ زلال جس سے
روحانیت کے نشہ گمان سیراب ہو رہے ہیں
یہ سب کچھ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو بیڑاں کا
صرف ایک قطرہ ہے۔ جو مجھے میری جیہ کمال
باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو روحانی اولیاء
دیجات عطا فرمائے تھے وہ سب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور نفاذ فی الرسول ہونے
کے باعث ہی حاصل ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ

اس نعمت عظمیٰ کی بولی خود ہی فرماتے ہیں۔
یہ شرف مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے
میں حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و سب کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی
کرنا تو اگر دنیا کے تمام ممالک کے برابر
میرے اعمال ہوتے تو مجھے بھی کئی چیزیں
کسا لے مگر پھر نہ کہتا ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ نے)
اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے اہام کے ذریعہ آپ پر
نازل فرمایا ہے۔

کلی کریمہ میں بھی صلے اللہ علیہ وسلم
تسباہک من علم و لعلکم (تسبوا)
آپ نے پیش محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار ہو کر
جو وہ خدا فرس لئے گا ہے میں ان سے آپ کی کتب
بھری رہی ہیں اور اگر ان سب کو بچا کر جائے تو
ایک بیڑا کتب میں بچا نہیں سما سکتے۔ دیکھئے کہ
اپنی زندگی مستعد کا مقصد مقصدی کن پاکیزہ اور
حبت رسول میں ڈوبے ہوئے ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں
جانم خدا خود ہمہ دین مصطفیٰ
اس امت کا مہ دل اگر یہ مستقیم
یعنی میرے دل کا منہا ہے مقصود ہے کہ میری جان
دین مصطفیٰ کی راہ میں فنا ہو جائے۔ خدا کرے کہ
میرا یہ مقصد لودا ہو اور میں کامیاب ہو جاؤں۔

جس کو میرے امیر محمد بنی ہائے حضرت خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کی جو جلال حضرت سید موعود علیہ السلام
کے قدر اور زبان سے نکلی ہیں ان سب کے لئے لو کہیں
کتب کی خدمت سے اور میرا نفس مضمون ان نبویوں
کا تسبیح نہیں ہو سکتا اس لئے میں ان میں آپ کی
تقریرات کے بعض اوقات سارے ذکر کر کے حضور کو یاد
رہی) "و جلال ان کے لئے تو میں پر اب کوئی کتب
نہیں مگر قرآن اور احکام۔ ہم نازد نہیں
اب کوئی رسول اور خلیفہ نہیں مگر محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کو پیش کر دو کہ
محبت سب سے دعا ہے کہ کسی کے ساتھ رکھو
اور اس کے لئے کہ اس پر کسی کی شاکت
دو..... محبت یا نہ تو کہ ہے؟ وہ جو حق
رکھنے کو خدا ہے اور جو صلی اللہ علیہ وسلم
اس میں اور ہم محبت میں دہلیا تھی
اور اس کے لئے ہے کہ ہم میں کوئی
رسول ہے اور وہ قرآن کے ہم ہم کوئی
اور وہ کہ ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ
چا نا کہ وہ ہم زندہ رہے مگر یہ کہ
ہی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے"

(مکتبہ نوح ص 1)
(ب) "اب نہیں ہر سب مہم صرف اسلام
... اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا
ہو اور وہ جلال اور تقدس کے تحت ہر
مجھے والا آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم میں....."

(روح القلوب ص 1)
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم
عبداللہ المسیح الموعود
انقلاب زمانہ کو یاد رکھیں اور اس سبب
کریں کہ کیا آپ زکوٰۃ ادا فرماتے ہیں!

ایک کیمیست و جلال نشان الہی

ادحباب تک صلاح الدین صاحب الہم۔ اسے توادیاں

ذہن کا مخزن اسی اب احمد علیہ شرف
 زہر بیخ سے طوفان کیے پدیرہ ناظرین کیا
 جہان سے رہو نہ۔
 انہیں علیہ السلام کے ذریعہ میرا
 نشانات بنا کر ہوسکتے ہیں اور ان میں زندہ
 خدا کی تجلیات مشاہدہ ہیں آئی ہی جیتا پوڈوں
 میں حضرت سید مودت علیہ السلام سے دماری
 ایک تہی ہو گا کہ کیا جاتا ہے جس کا کلمہ
 محمد سلسلہ کے لڑ پڑ میں پہلی بار نشانہ
 کیا جاسکے۔
 قاضی ظفر الدین پر وزیر اور نیشنل کا
 نامور صاحب علم و فضل تھے۔ برسہا
 نسیم العبادت کی کے ایڈیٹر تھے۔ مشہور
 میں حضرت سید محمد علیہ السلام سے ایک
 امت تبار کے ذریعہ جو جیسا سجادہ
 نشان اور علماء کو فیضی عربی میں تفسیر
 قرآن لکھنے کی دعوت دی تھی ان میں قاضی صاحب
 مہجور نامی صاحب تھا۔ اس کا طریقہ اجاز احمدی کا
 جواب لکھنے کی دعوت پر بھی قاضی صاحب
 مذکورہ صاحب تھے۔ اور حضرت اقدس سے
 لکھا تھا کہ اگر ان کا فیض سے محمد اکبر
 کئی کی توان پر لعنت پڑے گا۔ اور اللہ
 تقاضا ان کے سر کے نیچے کے کپڑے کو
 چڑھ دیتا ہے۔ ان کے لکھنے کا کلمہ جو
 جاسے گا کہ ان کا فیضی صاحب قاضی صاحب
 سے ایک مشہور اور نامور شخصیت کے
 مالک تھے۔ پھر نشان پر نظر ہو کر ان کے
 کا قاضی صاحب نے جواب لکھا تھا مزبور کیا
 لیکن الہی تکمیل مذکورہ جیسے لکھ کر
 کہ صرف میں مبتلا ہو کر میرا منہ حسرتوں
 کے ساتھ ناکام و نامراد بنائے پیکر
 دمیر کوفہ ان کے لکھنے کے زندہ اس کا
 جواب شائع کر کے نہ سوری نشانہ اللہ
 وغیرہ مخالفین
 دو عمر نشان۔ ان کے رنگ فیضی اللہ
 خان سے (جو ان کا تخلص الہی کا) ایڈیٹر
 تھا مسودہ شائع کرنے کی کوشش کی اور
 سلائی نسخی منہا علی صاحبہما اندرون
 سے مطالبہ کیا۔ صاحبہا کو گواہ علیہ السلام جو
 قاضی ظفر الدین صاحب کا بھائی تھا۔
 اور سخت مخالف احمدیت تھا۔ وہ دعوت
 سے انکارا اور دنیا سے کوچ کر گیا۔
 تیسرا نشان۔ ایجنٹ علیہ السلام کو
 و نشان کا ہے جسے کئی فیضی اللہ خان کی
 ہیں کہ ظالموں نے اسے دہریہ قرار دیا
 ہو گیا۔
 چونکہ نشان۔ اس لڑکی کو لکھنے کے
 آئے اور مقابلہ کرنے والے فیضی اللہ خان

کو ظفر نے آدیا اور کئی دن نہایت
 اضطراب میں مبتلا رہا کہ گویا خدا تعالیٰ
 احمدیت پر ہر تصدیق نیت کرتا جو اسباب
 کے وہ ماہ بعد جموں میں ملک ہو گیا رہا
 کی رہے اس کے مالک ہونے کا ذکر تھ
 حقیقتہً الراجحی میں ۱۷۴۷ تا ۱۷۴۸ میں مندرج
 ہے۔
 یا پھر ان نشان۔ بیوہ قاضی ظفر الدین
 اپنے بیٹے فیضی اللہ خان کا تبارت جنوں سے
 اپنے گاؤں سے جانا چاہتی تھی لیکن فیضی اللہ
 کے چچا اس طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ اور
 ان سے بیوہ مذکورہ کی ناجاتی ہوئی۔
 چنانچہ اس سے خود اشتغال کی اور کئی کو تبارت
 لینے کے لئے بھیجا۔ جو کئی تبارت و ذی تھا
 اس لئے اس شخص سے ماسند میں اسے کھلا
 اور کچھ بیان دیکھ کر اسے میں ہاندہ لیں آؤ
 کچھ بٹیا وغیرہ میں چھوڑ دیں۔ گویا اس
 طرح سہا بل کر کے فاس کے پڑوں کی تریا بل
 ہوتی۔
 چھٹا نشان ظفر الدین کے چھوٹے
 لڑکے کے لئے لکھنے والی۔ اسے پاس کیا
 وہ روزگار کی خیمہ نشین میں مبتلا ہو گیا۔
 اس کا بیٹھنے تھا کہ وہ سارا دن اپنے
 باب کی لائبریری میں ملحد اور سادھی تھے
 میں غبار آتا۔ لوگ خوب کرنے اور اسے
 کہتے۔ کہ کڑا رہا اپنے کٹھا پڑا عالم تھا اور
 تبارت پر مشغول ہے لڑو کہتا کہ طبیعت نے
 ہر طرف نظر کر کے بھی علاج بنا یا ہے۔
 آؤ وہ ہی حالت میں مر گیا۔
 ساتواں نشان۔ بیوہ قاضی ظفر الدین
 ذی وجاہت خاندان کا زہر ہونے کی وجہ سے
 پردہ کی سخت پابند تھی، لیکن اپنے لڑکے
 کی حالت کا اس سلسلہ کے تعلق میں
 اپنے خاندان کے بھی قاضی ظفر صاحب
 سے روبرو احمدی ہونے کے لئے ناچانی
 ہو گئی تھی۔ اس لئے اسے اپنی اراچی مذہب کے
 انتظام کے لئے دوسروں کا دست نگرہنا
 پڑا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں لاہور کے ایک
 ڈاکٹر سے میں جولی پڑھا اور اس کی مدد ملی
 ہوئی۔ اور ایک مرتبہ الہی نوری کی
 زندگی بسر کرنے کے بعد وہ بھی ظالموں کا
 شکار ہو گیا۔
 مروت سید محمد علیہ السلام سے
 ایمان احمدی (۱۹۰۶) میں فرمایا تھا کہ
 اسے میرے ساتھ لکھنے والے نشانہ
 امرتسری کی لکھنے سے سب باہمی چھوڑ دے
 اور میری نافرمانیہ کلمہ پھر تو بیخ یاب
 ہے۔ میں نے یہی خبر لیکر کہا کہ اگر تم قابل

کے لڑکے رفیق بنائے اور ان کے
 لکھنے میں تھے کوئی سرزنش نہیں کریں گے
 میں اسے اور ارفا زنا اللہ لکھے اس
 ظانی میں کیا خوف ہے؟ چاہے کہ مولوی
 محمد حسین شاہوی یا قاضی ظفر الدین یا اصغر علی
 اس کا جواب لکھیں۔ اور میں ان کے سر
 جھوٹے کیڑے بیچتا ہوں اور خدا اپنے
 لڑوہ کیڑے نکال دے گا اور جیڑھ سے
 اٹھا کر دے گا زجر (جہ)
 نیز حضور نے فرمایا۔
 "اگر اب مولوی شان اللہ آؤ
 دوسرے برس مخالف پہلوئی
 کریں اور سب کو مجھے کا فر اور
 دجال کہتے رہیں۔ تو ان کا
 حق نہیں ہوگا کہ مغلوب اور
 نابواب ہو کر ایسی جان کا ظالم
 کریں اور وہ ہنک کے نزدیک
 چھوٹے ٹھہریں گے۔" اس طرح
 یہی عہد اجازت دینا ہو گیا کہ وہ
 سب مل کر اور وہ مخزون کا
 جواب اور تصدیق شدہ
 واقعات لکھ دیں۔۔۔۔
 ۱۰۰۰ یوں نے اس تصدیق
 اور اور مخزون کا جواب
 کرتا لکھ کر دیا۔ تریوں سمجھ کر
 بیست دن اور دیکھا اچیرا
 سلسلہ باطل ہو گیا۔ اس صورت
 میں میری تم جہالت کو پارہی
 کچھ سمجھو اور اس قطع خلاق
 کریں۔ لیکن اگر اب بھی اللہ
 نے عمرہ کفارہ لکھی کہ تو
 نہ صرف وہ سب ہزار روپے

کے انعام سے محروم
 رہیں گے۔ بلکہ لعنتیں
 ان کا ازلہ حصہ ہو جائے
 (۱۹۰۶)
 اسے ناظرین دیکھا اب نے
 خدا کے ذوالجلال و اجداد
 کی عین جہد و جگر سے جھٹی لکھی
 کا غضب بھر کا تو فرستادہ الہی کی
 تکذیب و مقابہ کی پاداش میں
 اس نے اس خلسہ ان کا ایک
 ایک ضرر کا آفتاب کیا۔ اور
 اسے عبت کے مارتع مبتا دیا۔ ان
 لوگوں کے خاندان کا اسمتھیال
 ہوا۔ مرنے کے بعد بیویوں تک کی
 ذلت ہوئی۔ بیسہ دن اور کھردن
 کے نشانات تنکاسیت دنیا بود
 ہو گئے۔ ان کو کوئی نام لیا ہی نہ رہا
 سخن جو کچھ عمرہ تنکاسیت نہ رہے
 تو وہ بھی اپنے خاندان کے لئے
 ذلت و نکبت کا مجسمہ نشان اور
 زندگی بھسہ عبت کا موجب بنے
 رہے۔ اس طرح ان کے نموت
 کو خاک میں ملا دیا۔ کاش مخالفین
 دیدہ و عبت ہا کریں۔ اور ہمارے
 زہرہ خدا کے زندہ نشانوں سے
 نشانہ لکھیں۔ اور سوسوں
 کی کسی غیر صادق کے لئے اللہ
 تعلق کی غیرت اس طرح جوش میں آئی ہے۔
 ناعتبہ و یا اولی الاکباصا یا

درخواستہ کے وعا

۱۔ محترم مناب قاضی محمد ظفر الدین صاحب اکمل آریہ فیضیہ العربی اکثر ہمارے ہی ہوا تھا
 حاجت مملوک کی صحت و عافیت اور احداث دین و دنیا کے سیر کرنے کے لئے اور قاضی صاحب نے اپنی
 دعا کیے تھے۔ پھر بھی چوری حق کو ذرا صاحب کرہ حق پر نشانیاں لاحق ہیں نیز بعض مخالفین
 کی طرف سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہ لوگ سلسلہ اور حساب چھت سے
 دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سے بھلائی کوئی لینیں کہ ہر شے سے محفوظ رکھے اور ہر
 پریشانیوں کو دور فرمائے۔ نیز میں خود بھی عمرہ و حرمات سے خیرید زل زکات سے ہماروں
 صحبتی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاک رکھو عبد اللہ سیکرٹی ہری پور ہندو قاضی
 (۱۳) جناب اقبال اور صاحب ان دونوں شخصہ ہمارے حالت کوشش کے ایک وقت کا
 و دعا کی عمر کے لئے انجا بھارت و دیشان قادیاں کی قدرت میں دعا کی دفعہ صحت
 مبارک ماہ شروع ہے اس پر صحتی خادمہ تم روفا ترقی اور اہل دعا کی دلچسپی
 ترتیب کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ خادم سید فضل عمر کوشل واقف زندگی۔

ولادتیں ۱۱) مجھے خداوند نے یکم رمضان المبارک اور بارہ مہینہ کو ہی عطا فرمایا ہے
 بزرگ نکر ام اور اہل بھارت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کو خدا دم پرین کیا
 دھارے ہر اور ہر کے حق میں ہو۔ خاک رکھو عبد اللہ سیکرٹی ہری پور ہندو قاضی
 ۱۲-۱۳) بارہ مہینہ کو خداوند نے اپنے فضل و کرم سے عطا کر دیا ہے اور عطا فرمایا ہر
 عزیز مکر مولوی سید فضل عمر صاحب اکمل اللہ واقف و فرنگی کا دوسرا لڑکا ہے حضرت اقدس امیر اللہ
 تبار اور بزرگان سلسلہ اور مجرم و درویش ان قادیان سے درخواست ہے کہ مولود کے لئے دعا فرمادیں
 خدا تعالیٰ اسے نیک اور صالح خادم دین اسلام داخلیت ہر دینوں کیلئے قرۃ العین بنا دے اور

میں نے اپنے لکھنے والے نشانہ کے بارے میں بھی لکھا ہے۔

بہشتی مقبرہ کے لئے وصیت کی اہمیت

از حضرت مولانا سید مرتضیٰ صاحب رضی اللہ عنہ

۱۹۰۵ء میں حضرت امام الزمان علیہ السلام کے ذریعہ نظام توکی تصدیق کا اعلان کیا گیا وہ مبارک نظام وصیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی دوسرے فائدہ ایسے اندر رکھتا ہے جس عظیم اجتماعی اور عالمگیر فائدہ کو نشان دہی اس مبارک نظام میں کی گئی ہے۔ وہ ایک الگ اور مستقل معنوں سے جس کے متعلق حضرت امام جماعت اچھریہ ایدہ اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب نظام نو میں مفصل بحث کی گئی ہے جس میں با دو ائمہ اہل بیت کرام علیہم السلام کی بارگاہ مبارک سے انفرادی اور اجتماعی اہمیت کا کافی اطمینان حاصل اس بارگاہ نظام کا لفظ خادما میں کی تشریح ہے۔

ذیل کے معنوں میں اسلامی طرز پر وصیت کی اہمیت کے لئے وصیت کے انفرادی پہلو کو زیادہ واضح کیا گیا ہے۔ اور یہی معنوں میں اس ناسفیانہ نظریہ کا ایک حصہ ہے جو حضرت مولانا سید مرتضیٰ صاحب رضی اللہ عنہ نے قادیان کے کسی جلسہ سالانہ کے موقع پر فرمایا تھی۔ ہمیں یہ قیمتی معنوں دفتر بہشتی مقبرہ قادیان سے حضرت مولانا رضی اللہ عنہ کے جرات سے ملا ہے۔ اس کے متعلق یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ تیل ازبکی کسی اخبار میں شائع ہو چکا ہے یا نہیں یا ہم دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کی طرف سے ہندوستانی جہتوں کو ۲۰۰۰ روپے سے زائد تک ہفتہ وصیت منانے کی تحریک کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں ہر پرصداق معنوں امید ہے کہ حاجب کے خصوصی استفادہ کا موجب ہوگا۔ (ذیورسٹرا)

دعا با نیت صحیحہ عشرہ مبشرہ میں کو لوگ وہ بار باری تعالیٰ جتنی بھی کرے جسے تو مشہور ہے جس کو صاف صاف کھلے طور پر چھٹی ہوئے کی بشارت دی گئی تھی۔ مثلاً حدیث میں آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ایک کنوئیں پر گئے اور ایک صحابی کو اس سے دو داڑھ پر کھڑا کر دیا۔ اور آپ وضو کر کے کنوئیں کی منڈر پر بیٹھ گئے۔ اور دو دن تا لپٹن ٹنگی کرتے اس کے اندر لٹکا رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اس وقت بان سے ان کو کھڑا کر دیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ابو بکر اجازت چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ ایشد ذنہ کہ تصدقہ بالحقین ان کو اجازت دے اور اس کو حجت کی خوشی دے دے۔ چنانچہ اس سے آکر ان کو گرا کر حضرت نے اجازت دی ہے اور آپ کو حجت کی بشارت دیتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ اولاً میں کنوئیں میں لٹکا کر حضور کے پاس نہ بیٹھ رہتا ہوں۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ آئے۔ اور دربان نے ان کے لئے بھی اجازت چاہی۔ حضرت نے فرمایا کہ ایشد ذنہ ویشد ذنہ بالحقین اور اس سے آکر ان کو اجازت اور بشارت سنائی۔ تو آپ بھی اندر آ کر اسی طریق پر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے۔ ان کے لئے بھی حضور نے ایشد ذنہ ویشد ذنہ بالحقین پر فرمایا اور وہ بھی اسی طریق پر منڈر پر بیٹھ گئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کو بیعت نہ دیکھا کہ سب دبا گیا تھا کہ یہ نہیں ہیں۔ تو

نے کہا کہ اب پیشاب ہی کروں۔ میں جب وضو سے فارغ ہوا تو نماز ختم ہو چکی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض علامات پہنچ کر فرمائی ہیں۔ جو کہ یقیناً کہ حورث تو نہیں۔ مگر تریح اور صحن فلن کی باعث ہر جاتی ہیں۔ مگر ایک قرآن میں سے آنحضرتؐ کو دو روایات کے ساتھ پہنچی ہیں۔ دوم ان کی نسبت یہ احتمال ہی ہے۔ کہ حضورؐ کو کسی خاص آدمی کی نسبت یہ علم دیا گیا ہوا اور آپ نے اس کی نسبت بیان کیا جو یہ تین روایوں نے اس کو عام کر رکھا ہے۔ میں ان کو دیا ہوں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو ہریرہؓ سے فرماتے ہیں کہ میں نے فرمایا کہ اس دیوار کے پر سے جو لالہ اللہ اکبر اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہوا ہے۔ اس کو حجت کی بشارت دے۔ چنانچہ باہر نکلیں کہ ان کو حضرت عمرؓ نے اور ان کو یہ بشارت دی۔ گو حضرت ابو ہریرہؓ نے اس کو عام سمجھا لیا مگر جو صحیحے طالب ہوتے ہیں۔ وہ یوسفی ان کے مامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں

حضرت نے عملاً اس کو پورا کر دیا جناب لوی محمد قاسم صاحب مولوی محمد قاسم صاحب زونہی جو کڑے عالم اور مرے باخدا شخص تھے کسی روز اہبت میں بیٹھا تھا کہ جمعہ کے دن جس میں چار نواد جمع ہیں۔ وہ جتنی ہوتا ہے یعنی نماز جمعہ۔ نماز جنازہ۔ عبادت مرعیں۔ نکاح پڑھنا۔ انفاق سے جس کسی جمعہ کے دن پہلے ہیں امور جمع ہو گئے۔ اور نقد نکاح پڑھنا باقی رہ گیا تو اس کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے ایک طالب علم کے پڑھ دیا جس کا نام سیرینی عبد اللہ تھا۔ جو خیر ائمہ کا رہنے والا تھا۔ پورا وہ عینکڑا کا بی بی خدیجہ مقرر ہو گیا تھا۔ مگر مولانا محمد قاسم صاحب نے کو تو یہ اتنے کس قدر وقت سے ایک دفعہ جیترا آیا۔ لیکن تا دیان رشو فیھا اللہ وعظمتھا ہیں۔ بسوں دفعہ ہو تی تھی مجھے ملا ہے۔ ایک دفعہ دنگڑا کی کئی ٹھکانوں کے خطبے پڑھے۔ اور بہت سی عمارتوں پر پڑھائی ہیں۔

حضرت تریح موعود نے جنتوں کا نام بتا دیا حضرت تریح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں کی تحویل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے ہوئی مگر اس کی تخلیق کی نہیں تریح موعود کے ذریعہ سے ہوئی۔ مگر میں کہتا ہوں۔ جنتوں کو اسی دنیا میں جنتی قرار دینے کا طریق تریح موعود کا کلمات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتا دیا۔

مگر اس پر عمل کرنے کی نسبت پیشگوئی کر دی۔ تریح موعود کے ہاتھ سے ہوگا۔ جن کو صحیح حدیث میں آیا ہے کہ تریح موعود اپنی جماعت کے لوگوں کو ان کے مدارج کی خبر دے گا۔ جو ان کے لئے جنت ہیں۔ اور یہ حدیث صحیح مسلم کی بلدخانی باب ذکر اہل جنت میں ہے جو کہ نواس بن سمعان سے مروی ہے اور جس میں فعلی ذل کے ذکر کے بعد یہ عبارت ہے کہ تریح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قوم نسا عصبہم اللہ منہ فیہم سلم عن وجوہہم ویکون شم بد رجا تہم فی الجنة پھر فرماتے ہیں میرے پاس وہ لوگ آئیں گے۔ جن کو خداوند تعالیٰ نے وہاں کے بیجا بنا دیا۔ وہ تیراؤں کو تسلی دے گا۔ اور ان کو جنت میں ان کے مدارج بتا دے گا۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ حضرت تریح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اتباع کرنے والوں کو پورا جنت کے نشانی سے نیچے ہوں گے۔ ان کو جنت کے درجے بتا دیا

حضرت وصیت اب اس کے بعد میں آتا ہوں اور وصیت کی ضرورت بتاتا ہوں۔ اب فرم جاتے ہیں۔ کہ میں کو جنت کی طرف عرض ہے کہ وہ خیرات کے دن خدا لفظ کے درباری غلاموں اور فرقیہ میں سے بن جائے۔ اور ایسے لوگ ہی ہوں گے جن کو پاس کے جنت میں جمع کیا جائے گا۔ دوسرے لوگ اس خلیفہ ہوں گے۔ خدا کے مقرب نہیں۔ کیونکہ جنت ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں مخلوق لقا اور دیدار اور قرب حاصل ہوتا ہے

اہم ترین مقصد اس مقصد علیہ کے حصول کے لئے ایک مقام میں ہے اس لئے مجھے اور سب سے اہم ترین مقصد یہ بتا دیتا ہے کہ ہر کس طرح جنت میں چلا جاؤں۔ کیونکہ جب تک میں اس مقام تک نہیں پہنچتا تب تک خدا تعالیٰ کے درباری بننے کا موقع نہیں ہوا سکتا۔ اور اس اہم ترین مقصد کی نسبت میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ کہ حضرت مسلم نے حضرت تریح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت پہلے سے یہ بتا دیا تھا کہ وہ وہاں کے نقذہ والہ سے نیچے ہوئے لوگوں کو ان کے جنت کے درجے بتائیں گے۔ میں اب ہی آپ لوگوں کو بتا دیا کہ کس طرح آپ سے لوگوں کے درجے جنت میں بتائے۔ اور میں یہی جنتوں کا گاہک آپ سے ہی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنت سے ہونے والوں کے بعد مرفوع بتا رہے ہیں۔

قادیاں کا ہشتی
 ہشتی کا نام کشف میں ہشتی مقبرہ جت یا ہشتی حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اسی موقد پر ہونے کے متعلق تین بار بڑے احوال سے دیا گیا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔
 (۱) "ادریہ زکا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو ہشتی مقبرہ بناوے۔ اور یہ اس جگہ کے پاک لال لوگوں کی خواہ گاہ ہو جنہوں نے وہ حقیقت میں کو دنیا پر مذہم کر لیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے سہو گئے۔ اور پاک نبویؐ اپنے اندر رہا یا کر لی۔ اور رسول اللہ ﷺ صلا اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کا طرح و نفاذی اور حدیث کا ٹونڈ دکھایا۔ آپہاں بارگاہیں" (۲) "پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اسے سچے قادر خدا اس زمین کو مری مہلت میں سے اُن پاک دونوں کی قبریں بنا جائیں اور اُن کو تیرے لئے سونچے۔ اور دنیا کے اعراض کی مٹوئی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین" (۳) "پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اسے ہر سے قادر و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جنہیں سے اس زستانہ برسیا ایمان رستے ہیں اور نفاق اور عرف نفسانی اور بدعتی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جب کو حق ایمان اور اطاعت کلمے بجالاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دل میں جان نذا کر کے ہیں جو سے تو مافی ہے اور جن کو کوز جانتا ہے۔ کہ وہ بگٹی تیری محبت میں کھو گئے اور تیرے زستانہ سے و نفاذی اور پورے اہل اور انشراح ایمان کے ساتھ محبت اور دعا لٹھانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین"۔
نشاہت رکھ کشف کو
عملی جامعہ
 جو کچھ دیکھا کشف میں دیکھا اور اس کشف میں دیکھے ہوئے نظر سے کو حضورؐ نے خدا کی کوہدیت کے اقتظا سے صورت ہی دی۔ جو بالکل اسی شان پر ظاہر ہوئی۔ جب کہ حضرت نبی کریم ﷺ صلا اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تھا کہ آپ ایک کھنڈ میں رہتے ہیں۔ اور وہیں ایسے

زمین کو اس قبرستان کے لئے جو کشف میں کشف کا نام کشف میں ہشتی مقبرہ جت یا ہشتی حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اسی موقد پر ہونے کے متعلق تین بار بڑے احوال سے دیا گیا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔
 (۱) "ادریہ زکا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو ہشتی مقبرہ بناوے۔ اور یہ اس جگہ کے پاک لال لوگوں کی خواہ گاہ ہو جنہوں نے وہ حقیقت میں کو دنیا پر مذہم کر لیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے سہو گئے۔ اور پاک نبویؐ اپنے اندر رہا یا کر لی۔ اور رسول اللہ ﷺ صلا اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کا طرح و نفاذی اور حدیث کا ٹونڈ دکھایا۔ آپہاں بارگاہیں" (۲) "پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اسے سچے قادر خدا اس زمین کو مری مہلت میں سے اُن پاک دونوں کی قبریں بنا جائیں اور اُن کو تیرے لئے سونچے۔ اور دنیا کے اعراض کی مٹوئی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین" (۳) "پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اسے ہر سے قادر و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جنہیں سے اس زستانہ برسیا ایمان رستے ہیں اور نفاق اور عرف نفسانی اور بدعتی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جب کو حق ایمان اور اطاعت کلمے بجالاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دل میں جان نذا کر کے ہیں جو سے تو مافی ہے اور جن کو کوز جانتا ہے۔ کہ وہ بگٹی تیری محبت میں کھو گئے اور تیرے زستانہ سے و نفاذی اور پورے اہل اور انشراح ایمان کے ساتھ محبت اور دعا لٹھانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین"۔
نشاہت رکھ کشف کو
عملی جامعہ
 جو کچھ دیکھا کشف میں دیکھا اور اس کشف میں دیکھے ہوئے نظر سے کو حضورؐ نے خدا کی کوہدیت کے اقتظا سے صورت ہی دی۔ جو بالکل اسی شان پر ظاہر ہوئی۔ جب کہ حضرت نبی کریم ﷺ صلا اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تھا کہ آپ ایک کھنڈ میں رہتے ہیں۔ اور وہیں ایسے

آدمی آپ نے دیکھے ہیں۔ جو ہشتی مقبرہ میں طرح مقبرہ علیہ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو دیکھا۔ اسی صورت میں ظاہر طور پر یہی کر گیا۔ اسی ہی حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس ہشتی مقبرہ کا نقشہ دکھایا گیا۔ اور حضورؐ نے اس نقشہ کے مطابق اس کو بنوایا۔ اب اس نقشہ کی کیفیت ملاحظہ ہو حضورؐ فرماتے ہیں۔
 "جو کشف اس قبرستان کے لئے بڑی بشارتیں ملے گی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے برف بنا دیا۔ کہ انزل دیکھا کہ رحمت اللعین میرا کشف کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی شتم کی رحمت نہیں۔ جو اس قبرستان والوں کو اس سے منع نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ اپنے قبرستان کے لئے ایسے شرط لگا لگا دیتے جاؤں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں۔ جو ایسے حدیث اور کمال راستاری کی دیکھیں ان شرط کے پابند ہوں۔ سو وہ میں شرطیں ہیں۔ اور رب کو کیا لالہ ہو گا؟

قبرستان میں مدفن ہونا چاہتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے محال سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔ اور چندہ صرف انہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے۔ نہ کہ دوسروں سے۔
 بالفعل یہ چندہ انہیں مکرم مولوی زرارہ میں صاحب سے پاس آنا چاہیے لیکن اگر خدا نے چاہا۔ تو یہ سب کس موت کے بعد ہی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک الجھن چاہیے۔ کہ ایسی آدمی کا مر یہ جو وقت "ذات" جمع ہوتا ہے گا۔ کہ اعلیٰ سے کلمہ اسلام اور اشاعت ترجمہ میں جس طرح مناسب سمجھیں فرج کریں۔
دوسری شرط "دوسری شرط یہ ہے۔ کہ تمام قبرستان میں وہی مدفن ہوگا۔ جو یہ بیت کرے۔ جو اس کی موت کے بعد وہاں منع اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں فرج ہوگا۔ اور ایک کامل ایمان کو انتہا پر لگا دے گا۔ اپنی ذہنیت میں اس سے بھی زیادہ فہم۔ لیکن اس سے کہ نہیں ہوگا۔ اور یہی آدمی ایک باقیات اور اپنی علم عمل کے سپرد ہوگی اور وہ باقی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اہل اس سلسلہ کے داعیوں کے حسب ہدایت مذکورہ بالا خارج کریں گے۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔ اس لئے امید کی جاتی ہے۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مائل بھی ہوتے آگئے جو سچائی گئے۔ اور ہر ایک امر و تبلیغ اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کتاب اذنت سے۔ وہ تمام امور ان احوال سے انجام پذیر ہوں گے۔ اور سب ایک گروہ جو مستقل کام نہ کرے۔ وقت ہوجائے گا۔ اور وہ لوگ جو ان کے جان میں ہونگے۔ اُن کا بھی یہی فریضہ ہوگا۔ کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت عملد احریہ جلا دیں۔ ان احوال میں سے ان ہتھیوں کا سکینڈل اور مصلحتوں کی مٹوئی ہوگا۔ جو کافی طور پر درجہ معاش نہیں سمجھتے اور سلسلہ احادیث میں داخل نہیں اور جانتے ہر کار کا ان احوال کو بھول کر رہتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ صرف دوزخ کا راستہ ہے۔ یہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ اس کا وارادہ ہے۔ جو زمین سے مسان کا وارادہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں۔ کہ یہ احوال کی کوئی چیز ہیں۔ اور اسی جامعہ کیونچہ سب انہیں۔ جو اپنی دلاری کے جوش سے یہ مردانہ کام دیکھتا ہے۔ بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ چارے نہانے کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مائل گئے۔ وہ کثرت مائل کو دیکھ کر شوکر نہ کھا دیں۔ اور دنیا سے بیاہر نہ کر لیا جائے۔

بہشتی مقبرہ میں اذان
 ہوگی یہی مشروط

ان مشروطوں میں سے جو کہ بہشتی مقبرہ میں و ذہن ہونے کے لئے ہیں۔ پہلی شرط ایسی ہے جو اس نقشہ کو بھی پیش کر رہی ہے۔ جو حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف میں دیکھا۔ اور جن کے لئے بعض شرط لگانے کی طرف وحی خفی کے ماتحت حضورؐ کا دل مائل کیا گیا۔ اور اس شرط کو بھی پیش کر رہی ہے۔ جس کے تحت لانے کے بعد ایک شخص اس بات کا تعلق ہوا ہے۔ کہ وہ اس قبرستان میں دفن ہو وہ پہلی شرط یہ ہے۔

(۱) الف۔ اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے جس نے اپنی طرف سے دی ہے۔ لیکن اس خاطر کی تکمیل کے لئے کسی نذر اور زمین خریدی جائے گی۔ جس کی قیمت اندازاً ستر روپیہ ہوگی۔ اور اس سے خوش ٹکرے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گے۔ اور گندناں لگایا جائے گا۔ اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہے ہوگا۔ اور وہ ہے۔ اس لئے وہاں آبپاشی لگایا جائے گا۔ اور ان متفرق اطراف بہت کے لئے دھبہ اور دھبہ رکھا ہے۔ سو کوئی نذر ہزار روپیہ ہوگا۔ اور اس کام کی تکمیل کے لئے نذر ہوگا۔ (دہ) سو پہلی شرط یہ ہے۔ کہ ہر شخص جو اس

بہشتی مقبرہ میں اذان ہوگی یہی مشروط ان مشروطوں میں سے جو کہ بہشتی مقبرہ میں و ذہن ہونے کے لئے ہیں۔ پہلی شرط ایسی ہے جو اس نقشہ کو بھی پیش کر رہی ہے۔ جو حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف میں دیکھا۔ اور جن کے لئے بعض شرط لگانے کی طرف وحی خفی کے ماتحت حضورؐ کا دل مائل کیا گیا۔ اور اس شرط کو بھی پیش کر رہی ہے۔ جس کے تحت لانے کے بعد ایک شخص اس بات کا تعلق ہوا ہے۔ کہ وہ اس قبرستان میں دفن ہو وہ پہلی شرط یہ ہے۔
 (۱) الف۔ اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے جس نے اپنی طرف سے دی ہے۔ لیکن اس خاطر کی تکمیل کے لئے کسی نذر اور زمین خریدی جائے گی۔ جس کی قیمت اندازاً ستر روپیہ ہوگی۔ اور اس سے خوش ٹکرے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گے۔ اور گندناں لگایا جائے گا۔ اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہے ہوگا۔ اور وہ ہے۔ اس لئے وہاں آبپاشی لگایا جائے گا۔ اور ان متفرق اطراف بہت کے لئے دھبہ اور دھبہ رکھا ہے۔ سو کوئی نذر ہزار روپیہ ہوگا۔ اور اس کام کی تکمیل کے لئے نذر ہوگا۔ (دہ) سو پہلی شرط یہ ہے۔ کہ ہر شخص جو اس

کشف کو ظاہری طور پر معلق جو کشف پہنچا اور اگر کتا اس کو بیان کرنے کے بعد اسی رسالہ الوصیت میں حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس صورت کو بھی پیش فرماتے ہیں۔ جس صورت میں حضورؐ علیہ السلام نے اُسے ظاہری طور پر پورا کر کے اسے کوشش فرمائی۔ چنانچہ مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ ہی فرماتے ہیں۔
 "تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر ہے۔ کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی طرف سے فرودیا جائے۔ لیکن چونکہ کوئی نہ کوئی عرصہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں۔ اس لئے یہ زمینیں دولت دراز تک معروض التوا میں رہی۔ اب انہیں مولوی محمد اکرم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ہر ایک میری وفات کی نسبت بھی متوا کر دیا جائے ہوئی ہیں۔ سب سمجھا۔ کہ قبرستان کا ظہری انتظام کیا جائے۔ اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین پر بھی باغ کے قریب سے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں۔ اس کام کے لئے فریضہ کیا۔
 قطعہ زمین کیسے بنوایا گیا۔

کشف کو ظاہری طور پر معلق جو کشف پہنچا اور اگر کتا اس کو بیان کرنے کے بعد اسی رسالہ الوصیت میں حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس صورت کو بھی پیش فرماتے ہیں۔ جس صورت میں حضورؐ علیہ السلام نے اُسے ظاہری طور پر پورا کر کے اسے کوشش فرمائی۔ چنانچہ مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ ہی فرماتے ہیں۔
 "تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر ہے۔ کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی طرف سے فرودیا جائے۔ لیکن چونکہ کوئی نہ کوئی عرصہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں۔ اس لئے یہ زمینیں دولت دراز تک معروض التوا میں رہی۔ اب انہیں مولوی محمد اکرم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ہر ایک میری وفات کی نسبت بھی متوا کر دیا جائے ہوئی ہیں۔ سب سمجھا۔ کہ قبرستان کا ظہری انتظام کیا جائے۔ اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین پر بھی باغ کے قریب سے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں۔ اس کام کے لئے فریضہ کیا۔
 قطعہ زمین کیسے بنوایا گیا۔

حضرت یحییٰ بن موعود علیہ السلام کے ذریعہ کس صلیب

(از مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دانش رملوی - قادیان -)

بخاری تشریح میں حضرت یحییٰ بن موعود کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے کہ

والذی نفسی بھیلہ
لیبوشکم ان یمنزلکم
ابن مریم حکماً عندکم
الصلیب دیقتل الخنزیر
دیقع الجزیة

اس حدیث نبوی کی روشنی میں آنے والے صحیح مرفوعہ کے کاروں میں سے اس کا ایک بڑا کلمہ صلیب بھی قرار دیا گیا ہے۔ یہ سوال کس صلیب سے کیا مراد ہے۔ کیا مسیح وغیرہ عیسائیوں کی صلیبیں جو لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں نکڑی ہوئی پابندی و جبر کی بنی ہوئی ہوں گی جو عیسائی گھرانے میں کم و بیش پائے جاتے ہیں موجود ہوں گی کیا مسیح موعود ان صلیبوں کو چھو کر وہ بدہ گوشت لڑتا پھرتا ہے گا۔ اور کیا

امریکہ، یورپ، آسٹریلیا، افریقہ، ایشیا اور دوسرے ممالک کی صلیبیں لڑوڑا آتا آتے ہیں جس کے لئے انھیں مکتوب ہے؟ اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ جن علاقوں سے صلیبیں لڑوڑا کر سب موعود آئے ہوں گے وہ یہ علاقے ہوں گی آج کی امدومصری دھاتوں کی صلیبیں وہ بارہ مہ بنا لی جائیں گی؟ انھیں عیسائی دنیا کا بار بار صلیبیں مارتے جاتا اور

سہ ماہی موعود کا ان کو ترسٹے پلے جاتا ہے جہاں انھیں کسی ہیامت، بہت گلا بھرتے جے سوار اور شکمہ کھینچتی ہوتی ہوتی اس میں کسی اسلامی فرائض نہیں ہے جن کے لئے جنت سے نہ ایک بڑے بڑے بڑوں کو ماریا گیا۔ اور یہ اس طرح سے عیسائی دنیا اسلام کے تریب موعود کی مختلف موعود کے بعد اختیار کر کے گیا!

یہ معلوم ہوا کہ کس صلیب کا یہ مطلب تو یہ معانی نہیں ہرمانہ المسلمین اس حدیث سے سمجھنے میں سکتے ہیں۔ مگر پھر صادق کی بات بھی پائی جو یہ حدیث متعذر اور ناقابل تردید حقیقت رکھتی ہے کہ صلیب صلیب صلیب کس صلیب کا اصل مطلب سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے صلیب کی حقیقت کو ذہن نشین کر لیا جائے۔ اور صحیح علیہ السلام کے صلیب دیکھے جانے کے متعلق مختلف نقطہ نظر ہائے نظر کا جائزہ لے لیا جائے چنانچہ اس بارہ میں چار قسم کے عقیدہ سے پائے جاتے ہیں۔

پہلا یہاں گیا وہ یعنی ہے۔ اس لئے صحیح یعنی موت ہے۔ وہ راغب ذوالنہد نے لکھا تھا اس لئے یہیں اس پر ایمان لانے کی چنداں ضرورت نہیں۔

دوسرے ہنری سیڈون کا عقیدہ ہے جو مسیح کی اخصی موت کے نواقض ہیں مگر وہ اس سے یہ مطلب لیتے ہیں کہ بیگناہ بوجہ سے ہم سب گنہگاروں کو چھوٹا کر دلائے کے لئے یعنی موت قبول کی کاردار صلیبوں موت کے بعد ہمیشہ کے لئے زندہ ہوگا اور ارمیت کے اتنا نہ تھا جس سے دوسرے آئینیت کے انہم کو مٹا کر مٹا گیا اور اس طرح وہ ہر جگہ کے کفار ہو گیا اس لئے اب جو شخص بوجہ سے کس صلیب موت پر لپکتا رہے وہ نفس اپنے اس اعتقاد کی بنا پر اپنی ذات کا قدر انکار پال گیا۔

دوسرے ہنری سیڈون کا عقیدہ ہے جو مسیح کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام سے ہے صلیب پر لٹکنے میں نہیں کے نہ کہ صلیب صحیح علیہ السلام کا صلیب کے لئے جانے کے لئے لٹکھانے لئے آج کر تو اسہن پر آٹھا لیا اور ان کو جگہ ایک سہا پتی کر آپ کی ہٹھکل بنا کر صلیب پر مارا گیا۔

اب قبل اس کے کہ صلیب صحیح سے بارہ میں جو تھا عقیدہ بیان کیا جائے مٹھوڑے کے لئے صلیب کا مطلب سمجھنے کے لئے مذکورہ بالا ہر دو عقائد پر غور کر لیا جائے کہ کہاں ان میں سے کونسا ایک عقیدہ کی حمایت دے گی صلیب صلیب صلیب ہے؟

پہلو اور تعداد کافی کے باہمی اختلاف کے باوجود یہ بات تو واضح ہے کہ صحیح علیہ السلام کے صلیب پر لٹکانے جانے کے خود صلیب نے مسیح پر اپنا کام پورا کر لیا اس طرح جیسے کس صلیب ہونے کے کس صلیب سے کام آیا۔

ما غایت المسلمین کا خیال اس واسطے کے مطابق تو یہ مسیح علیہ السلام صلیب کے تریب ہی نہیں آئے تھے تو صلیب کو توڑنے یا اس کے باقی رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ صلیب صحیح کی برعکس ہوتے ہوئے تریب یا جوڑوں کی طرف شکیانہ کی بات ہے وہ اس بات کو بائیں عمیلوں کو دیتے ہیں کہ اگر وہ تمام ظاہری حالات اس بات سے حق میں لٹکے تو صلیب صحیح پر اپنا کام کرے گا۔ مگر اس کے باوجود صلیب اپنے مقصد میں ناکام رہی اور مسیح صلیب

صلیب سے زندہ اور سلامت نچے گئے۔ یہ وہ مدورن سے جو حضرت ہانی رسولہ احمدیہ نے انجیل کے حوالوں اور تاریخی شواہد سے پیش کیا۔ آپ نے اس بات کو ثابت کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بدناما موعود سے مرنے پر تفرور جڑھا ہوا مٹھوڑا اپنے اس ناپاک ارادہ میں گیا، یہ وہ کسے اور مسیح علیہ السلام صلیب کے زندہ آئے اس وقت ایسے ایسے حالات پیدا کر دئے کہ صلیب پر لٹکانے میں

کے جلدی بعد ایک سخت تادیبی عملی اور سب لوگ نذر الہی کا نظارہ دیکھ کر کفر کے تریب جو موعود کے تریب سے گھٹنے میں جہاد لگتے روز سیت تھامرات ہونے سے پہلے تمام مصلوبوں کو صلیب سے اتارا جانا ضروری تھا۔ چنانچہ جلد ہی حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب سے اتار لیا گیا چند ہمدردوں کی کمرشختی سے ایک کڑی نجات تریب میں دن رات لٹکا جا کر آٹھ کے زخموں پر مریم مٹی ہوتی رہی۔ اور اس طرح بعد مصلوب مٹھا جو آپ اچھے ہوئے اور بااثر تک شام سے ایک جیسی بات کرتے ہوئے تک تریب کی طرف ہجرت کر گئے اور اس جگہ اپنی طبیعت موت کے وفات پائی اور مصلوب خانیاریں ہر روز ہوتے!!

اس مختصر سے تفصیل سے کہ صلیب کا مسئلہ علی علی ہو گیا۔ کہو کہ جو حضرت مسیح ہانی صلیب احمدیہ نے پختہ دلائل اور انجیل وغیرہ کے حوالوں سے مسیحی عقیدہ کا اعلان کیا ہے کیا تو کفار و بدعتیوں کے عقیدہ سے کس قدر علیحدگی کے ساتھ اور کفار کا مسئلہ جھگڑا مٹھوڑا کر گیا۔ اس کا نتیجہ ہے کہ اب کوئی بھی اگھلیوں کے سامنے ذمہ نہیں مار سکتا۔ عیسائیت کا ایک عظیم طرفان جو مغرب سے نکلا کہ ایشیا اترقیہ کی طرف بڑی تیزی سے پھار رہا تھا وہ مسیح موعود کے پختہ دلائل کی چٹان سے ٹکرا کر ختم ہو گیا اور اب تو تریب ہی احمدیت کی تریب سے مستشرق ہو کر یہی عقیدہ کو تریب یا دیگر رہائے حار اور یورپ و امریکہ کے لوگوں میں بھی بے کٹنے کی عزت پیدا ہوئی ہے کہ مسیح نے خدا تھا زندہ آکا بیٹا اور نہ اس کی فدائی میں شریک ہے بلکہ وہ بڑا مریم اور خدا کا بھی تھا!!

یہ حضرت مسیح موعود فی الصلوٰۃ والاسلام کا اذرنے دلائل ہی ثابت کرنا کہ مسیح آسمان نہیں نہیں آٹھا گئے تھے بلکہ اس نے عوامی موت کے اپنے خالق و

مالک حقیقی کے پاس پہنچے۔ نہ خدا سے نہ خدا کا بیٹا نہ خدا کی صفات آپ میں پائی جاتی تھیں۔ ان سب باتوں کا نہ رکھی خواہ اور عقل و فطرت دلائل سے ثابت کر دینا ہی کس صلیب تھا صحیح کا ذات یا ثابت کر دینا تھیں عقیدہ کی موت تھی۔

سہ ماہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عامتہ المسلمین کی قوم کو بھی اس بات کا طرز میز و ملی زبانیہ اور انہیں تھیں کی کہ نہ اس کے میرے دوست اور مہتاب میری ایک تریب و عیبت کر سکا اور ایک راز کی بات لکھتا ہوں اس کو خوب یاد دلاؤ کہ مسیح اپنے تمام منافقات کا جو عیسائیوں سے تھیں پیش آتے ہیں یہ سب بدل اور اسی ہی پر ثابت کر دے کہ وہ حقیقت صحیح ہی مریم ہمیشہ کے لئے موت پہنچا تھی ایک کٹھن ہے جس میں تختیاں ہونے سے عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف پلٹا دے۔

تھیں کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے بیٹے جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کر دے۔ حضرت مسیح ابن مریم کی ذات پر لڑوڑا دوار پر زور دلائل سے تیسرا پڑنا کر لیا جواب اور اس گت کر دے جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہر نشانہ کر دے گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نفرت کو بڑھے تھیں اس قدر تم سمجھو کہ آج جہاں فی مذہب دنیا سے نجات ہوگا۔

یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فرت نہ ہوں گا مذہب ہی قوت نہیں ہو سکتا اور دوسری بحثیں ان کے ساتھ عیبت میں ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ ہے کہ اب تک مسیح مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کر دیکھو نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔

ہو چکا ہے کہ اس ستون کو زمینہ ہر پڑوڑا کرے اور یورپ اور ایشیا بارہیں لڑھکیڈ کی ہوا چلا دے۔ اس لئے اس نے بگھے بھیب اور میر سے پراپنے خاص اس م سے خفا ہے کہ کس مسیح ابن مریم فرت ہو چکا ہے

جماعت احمدیہ — اور — آریہ سماج

از جناب مولوی برکات احمد صاحب راجپوتی بی۔ کے نام فرمائے جان

انصوبی عدلی کے اوپر بھی جو نہی
تحریرات پنجاب میں مندرجہ پورے آج۔ ان
میں آریہ سماج مندوں میں اور جماعت
احمدیہ مسلمانوں میں نمایاں جہت رکھتی ہیں۔
اگرچہ ان دونوں تنظیمات کی بنیاد تقریباً ایک
زمن میں رکھی گئی تھی۔ لیکن یہ دونوں اپنی تعلیمات
عقاقدار اور اثرات کے اعتبار سے وسیع
اختلاف رکھتی ہیں۔ ذیل میں اختلاف کے
مسائل کی بعض خصوصیات بیان کی جاتی
ہیں۔

آریہ سماج کی بعض خصوصیات

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی
نے اپنی دوسرے ہندو فرقوں کے طریق
کے خلاف سوئی پوجا ریت پرستی کے
خلاف برپا کیا۔ اس میں کویدوں کی تسلیم
کے سوائی فرمودیا۔ ہندو مذہب اپنی ابتداء
سے ہی بھرتھوئی مذہب میں شمار کیا جاتا ہے لیکن
سوامی جی نے ان پرانوں کو دور کرنا شروع کر دیا
جہاں اس میں تبلیغی پرست داخل کر کے پرستش
کی جاوے بغیر مذہب کے ماننے والوں کو شہد
کرنا چاہنا زار دہن ظاہر ہے کہ ہندو پرستی کو
چھوڑنے سے جوئے خدا کی وحدانیت کی تبلیغ
اور ایک غیر تبلیغی مذہب کی تبلیغ سرگرمی پر آمادہ
کرنا ہی صحیح اور اصلاحی ہے۔ چنانچہ جماعت
جزیرہ لال ہندو وزیر اعظم ہندوستان نے
اس تخلف میں لکھا ہے کہ:۔
"آریہ سماج اسلام اور عیسائیت
کے اشارت کے دلیل سے خاص طور
پر آئی۔ لاکر مذہب کا ...
آریہ سماج اسلام سے بہت زیادہ
مشابہت رکھتا تھا۔"

The discovery of ...

بانی آریہ سماج نے عیسائیت کی طرح پوجا کا
لفظ نہ کیا اور خدا سے داد کا مفہوم ہندو
میں پھیلائے کی کو سوشل کی۔ لیکن اسلامی
توحید کے روشن سورج کے سامنے سوامی جی کی
پیش کردہ ناقص دودھ دین کے گھٹیا پھر چراغ
تیسے جل سکتا تھا۔

روح و مادہ انادی

آریہ سماج کے عقائد میں روح جو معنی
اور پرانا یعنی مادہ بھی پریشور کی طرح انادی
اور انالی اور مادہ کا خالق باہر کی خالق نہیں
گو یا پریشور کو صرف جوڑنے توڑنے کا اختیار دیا
مادہ اور روح کو اول متعلق پیدا کر کے جانتا
نہیں رکھتا۔

ایک بے حد عیبی کے سے یہ روزانہ جی نوح
المن پر بند ہو گیا۔ گویا خدا تعالیٰ کی صفت
مطہر ویدوں کے پچاسین کال کے بعد اب تک
معتدل ہو نہ تھی بلکہ یہ کہ یہ عقیدہ خدا تعالیٰ کے
بے شکوں کے لئے جو حضرت ہاری آغازی کا
ذہنی عملی کام سننے کے لئے ہر وقت سے تاب
رہتے ہیں۔ مگر قدر اس قدر اور صحت فرماتے ہیں۔

جماعت احمدیہ

ان حالات میں جبکہ آریہ سماج نے ان عقاید
کا پرچار کرنے شروع کیا تو اس نے اور اپنی
مذہب مذہب کی اصل روح سے بے گام نہ رہنے
تھے۔ اور جو مذہب اس فقیر کے لئے پڑا ہے
وہ بھی بزم و روح اور عقاید واری کی معنی و
فائدہ کے سچے دے دے مرتے تھے یا ہی سلسلہ
احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیان علیہ السلام
نے خدا تعالیٰ کا حکم کر کے حقیقی اسلام کے احیاء
اور فروغ کا پرچار کیا اور اس نے جو اسلامی
کو پیش کرنا شروع کیا وہاں اس نے تبلیغات اپنے
ذریعے سے خارق عادت نشانات اور عجوبات
کے رنگ میں ظاہر فرمائیں۔ پناچہ آپ نے اعمال
فرماتے:۔

کرنا ہے جو عرض ہے وہ یا رہی کرتا رہے

اسلام کے جن کی باور ہے

روح و مادہ کی تخلیق

حضرت بانی سلمہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔
کیسا ہے عیش کیا کوجب خدا تعالیٰ کا مصلحت اور
مرد شکیانہ سے مگر وہ روح اور مادہ کا بھی
خالق ہے۔ اور اس کی استعداد میں کوئی دوسرے
شریک نہیں۔ وہ اب بھی اپنے نیک اور
یاک بندوں میں سے جس سے چاہتے ہیں۔
محکم ہوتا ہے اور غیر معمولی اور ایسے لوگوں
میں ان کی دعا میں سنتا اور قبول کرتا ہے۔ اور
وہ خاص طور پر اپنے پیاروں کے مدد اور نصرت
کے لئے اپنی سستی کا قوت دیتا ہے۔ نیز اسے
بزرگ ہر وہ لوگوں پر آمندہ کے حالات اور واقعات
کا قبل از وقت آنکشاف کر کے ان کے کامیابوں
کا جملہ اور درج کر دے تاکہ ان کی گھٹیا ہے۔

سابقہ مذہب کی تصدیق

حضرت بانی سلمہ احمدیہ نے دنیا کے
سابقہ اسلام کا یہ اصول بھی پیش کر کے جس طرح خدا
کی وہ نہیں مادی طور پر پر قوم اور ملک کو زمین چینی
رہی ہے۔ اسی طرح اس دنیا کو زمین چینی ہی تھی
قوم و ملک با نزلہ سے جو نہیں نہیں۔ بلکہ یہ کسی
کسی قوم یا ملک کی اخلاقی و روحانی حالت سے کسی
اندر دینی کی نشت کا تقاضا تھا گیا۔ خدا تعالیٰ کی
رحمت خاصہ سے اس وقت تک اور کیا جانتا ہے
گوشہ زبان میں دنیا کے مختلف ممالک اور قوموں
پر خدا تعالیٰ کے بزرگ ہر پیدا ہونے اور دنیا
کی اصلاح کرتے تھے۔

اسو خلق میں آج یہ ظان فرماتا کہ:۔
"یہ اصل بنیاد میرا اور ان پرست
اور صلح کاری کی بنیاد ہے" دے گا

اخلاقی حالتوں کو بد دینے والا ہے کہ
ہم ان کا نہیں لیں امتاز ان کو سچا
سچوں جو دنیا میں آئے ہوئے ہندو میں
ظاہر نہیں کیا ہے۔ میں یا اس میں کسی اور
ملک میں اور خدا نے فرمایا میں اس کی
عزت و شہرت بجا دیتی اور اس کے مذہب کی
بڑھتا ہے کہ وہ... یہی اصل کی بڑھتی
نے میں کہ سنا۔ اسی اصول کے خلاف ہم
ہرگز نہیں بگاڑنا اور اس کے برخلاف اس
تولوع سے بھی اس کی عزت کو گناہ
سے بچنے ہیں۔ (تحفہ نصیر)

امن عیسیٰ تعلیمی

آریہ سماج کے عیسائی مذہب کے عقائد میں
احمدیہ کا مندرجہ بالا اصل میں طرح طرح کے
میں ان کو مانا اور خدا پرست کر دے۔ ناچوں
سے اور ان کو دینے اور ہنگاموں کو وہ نہیں
سکتا ہے کہ کسی نے کسی نے جناب احمدیہ کو
چراہی ہے بجا طور پر کہتا ہے:۔
"ہندوستان نے بہت نا اہل نہیں
کیا اور احمدیہ صحت کو اپنی ہے وہ
سیاسی عقیدہ ہے ہندوستان کی وہ
کھولنا ہے ہندوؤں اور مسلمانوں کو
کر گیا ہے۔ اور اس طرح مشرق
میں اور ان میں مشرق میں تھی
باوجود ایک متحدہ توحید و جود کے
گنا اور اس میں نام کیے اور ان کے
کے سامان بزرگی بزرگی احمدیہ

آریہ سماج نے مذہبی مشقتیں میں دوسرے مذہب
غیر خدا کا نہ تھی جنہذا ان تمام تر سبب
دلآزمائی کی تحقیقات میں ان کے جماعت اسلام
کے اس میں اصول کی پیش نظر کہ وہ گرفت
مذہب کے مخالفت کیلئے نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ
نقد اور تبلیغی کام نہیں اپنے علم کو ہم کو
حال میں اپنے عقائد و تعلیمات کی اختیار
کردار کے تک محدود کیا۔ اور ان کی جواب
صدرت میں بھی یہ پایا نہ گئی کہ دوسرے
مذہب پر کوئی اب اعتراض نہ کیا جائے جو
مذہب بھی ہے۔ اس امر کی باوجود مختلف
مذہب اقسام کے باہمی مشاقت اور تعلیموں کو
کھینکے لے ایک کا تادوب ہے۔

ہم امریکہ کے ہیں۔ جنوں جماعت احمدیہ
کا ایک بانی علیہما علیہما کے صلح و امن کے
اصول یہ اہل نکل عمل کرتے ہیں۔
پنج عورت دستار میں اور لاقہ کی طور پر ہوتی
کے گا اور ہنگامہ ان دونوں کے تعلق میں
بھی مردے گی
برخدا تعالیٰ کی نصرت سے کہہ اس آسان
کو دنیا کے گرنے کو بھی بھلا کر گناہ اور اس
مختلف اصولوں پر عمل کے تمام اس میں
محبت و اتحادی فنکاروں سے سائنس میں گے
خدا تعالیٰ وہ دن مطلع کرے۔ آمین

اس وقت میں میں صرف ہندوستان میں
پس کیڑہ تفصیل کے لئے
وہ خود سنا ان اٹھ لکھ روئے

جب ہمارے بعض برادر لیٹوں نے مغربی پنجاب سے آئے ہوئے زخم خورہ شہزادہ نصیبوں کے بروجہ بیانات کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک ایسے مخالفانہ اور استعجال انگیز جھوٹے پیداکرد یا تھا کہ شہزادوں نے ہمارا مکمل غلط پھریا کیا تھا اور ہمارے ابراہیم کے پیاروں طرف مستعجب اور ننگا دانتے گئے اور ہم کو باغی دانتے گئے کہ مخلوطانہ طور پر مشورہ الی طالبین میں نہیں ہو سکتے تھے۔ تو ہمیں بدی طور پر نظر آتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم فریضہ تھا کہ درویشوں کی اس نہایت مخفی تعداد میں بھی ایسے تمام لوگ موجود تھے جن کا وجود معاشرے کے کھجور کے ٹھکانے میں ضروری ہوتا ہے۔

معنی ایک افغان قرار دے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اسے یہ بھی تسلیم کرنا پڑا کہ یہ کہ ایک مخزن افغان تھا۔ ورنہ ایسے اتفاقات عامہ اور وہیں ہوتے کہ تین سو تیرہ کی قبیل تعداد میں ایک چھوٹے سے چھوٹے پیشہ ور سے لے کر ٹرسے سے لے کر علماء تک موجود ہوں۔ جو آئندہ جیل کو اپنے ماحول اور مصائب کی شرم کی شرم کی ضروریات کو بدرجہ اتم پورا کر سکیں۔ اور اس مخفی سی خدائی جماعت کو اپنی کسی ضرورت کیلئے کسی کا دست لگنا نہ پڑے! مگر اللہ تعالیٰ کی شان دیکھنے کو جب تقسیم ملک کی آفات و خدائیں کا طوفان ختم ہوا اور ہمیں یہ وہ ضرورت پیش آئی جو مستون زندگی کے لئے لاپرواہ ہوتی ہے تو تدریجی طور پر ہمیں سمجھ ہوتی کہ ہم میں سے کون کس کام کا الی ہے۔

یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ جو کہ درویش تہذیب کا وسیع آبادی کے مختلف محلوں سے تعلق رکھتے تھے اور پھر پنجاب کے مختلف علاقوں سے زیارت مقامات مقدسہ بالعموم کی غرض سے آئے ہوئے تھے اس لئے بہت کم درویشوں میں باہمی شناسائی تھی۔ اسی لئے ایک دور کے کے درویشوں یا صاحب حیوتوں کا نظریہ تھا۔ اور ان ابتدائی ایام میں تمام درویشوں کی مجموعی نمازیں اور ہر روز عاقلوں پر کی مشتملی تھیں۔ اور تمام درویشوں کو کھانا داروں وقت لنگر خانے سے ملتا تھا۔

پس جب ہم اس عارضی دور میں سے گذر گئے اور محنت کی آندھن چھٹے گئیں تو ہمارے لئے تدریجی طور پر ہر روز کی تھا کہ ہم اپنے معاشرے کو ترقی دینے کے لئے ہمارا اندرونی ماحول جو ظاہری طور پر بے ترتیب سا دکھتا ہے باقاعدہ منبذ پر جو جاتے تاکہ ہم اپنے حوائج اور ضروریات کو پورا کر سکیں۔ اس سے بھی زیادہ ہمیں اس امر کی ضرورت تھی

کی اس رنگ میں کوئی ماہر نہ کی گئی تھی کہ وہ درویشی کے آئندہ دور میں اہمیت کا کس قسم کی خدمت بجالانے کے قابل ہوگا۔ اس لئے کہ وہ زمانہ ہی ایسا تھا کہ "آئندہ" کا لفظ درویشوں کے لغت سے دہنی طور پر مرث جکا تھا۔ جو کچھ تھا وہ حال ہی تھا۔ اور حال کے لئے جس چیز کی ضرورت تھی، وہ خدا کے فضل سے ہر درویش کے جیب سے ہر مرتبہ تھی۔

مگر جان اللہ تعالیٰ کا دست قدرت کبار فرماؤ وہاں الی تک وہ کی ضرورت اصلیت سے زیادہ زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ سپرد ہم جو مایہ نوبتیں را تو دانی حساب کہ ہمیشہ را اس سے آگے کے کام اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے یا ان ایسے دستِ بزرگ سے خود اس مہم کو انجام دینا ہے۔ درویشوں کو آنا ہی جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے انکی جانوں کا ہدیہ نامی چیز طلب فرمایا ہے۔ اور انہوں نے اسے سراستہ اور بیت رحیم کا دے دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جانتا تھا کہ ان سر فرشتوں نے خالی ہاتھ سے کہا یہاں کے ساتھ لگا کر مستقبل کی تہہ و پتہ سے دوچار ہونا ہے۔ اس لئے وہ خود ایسے مستقبل کے لئے انتظامات فرما رہا تھا۔

عمرانیات کا ایک عام فہم ماحول ہے کہ تمدنی دنیا میں ایک گڑھے سے لے کر بادشاہ تک ایسی مذہب کو خوشگوار بنانے کے لئے اور پھر ضروریات بشری کیلئے ایک ماحول کا دست لگتے۔ انسانوں جو اس کی تمام ضروریات بشری کو پورا کر سکے۔ آج کی دنیا میں ایک انتہائی ترقی یافتہ معاشرہ میرٹھ اور ہمدانی اجتماعیت کا دارہ انساں کیلئے کہ اجتماعیت کے لئے کوئی موقع تھا کہ آگے چلی کہ تعداد کی تمدنی زندگی میں ہمارے اس حصہ ماحول کے لئے کس قسم کے آدھوں کی ضرورت ہوگی۔ اس وقت اگر کچھ پیش نظر تھا تو وہ صرف ہی تھا کہ ہمارا اس مقدمہ میں تادیب کو تین سو تیرہ درویشوں کو کھانا اور سو تیرہ درویشوں کی ضرورت ہے۔ ایسے دیوانوں کی، جن کی دیوانگی پر عالم بالا میں فرشتے ہی رنگ کریں۔ اور زمین کے سامنے فرشتے فریضہ ندامت سے سر جھکا لے۔

وہ زمانہ آج بھی تیری نظروں کے سامنے ہے جب میرٹھ درویشوں نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تہیہ لگائے تھے۔ اور اسی تین سو تیرہ کی تعداد اور درویشوں کا لقب پائے پر اسے خوش تھے کہ گویا انہوں نے اپنے مقصد حقیقی کو پایا ہے اور انہیں سکون سروکے حاصل ہو چکا ہے۔

پھر حال اس وقت کسی بھی درویش

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صد کارندہ نشان

تین سو تیرہ درویشان قادیان صدائے ایک دوسرے آئینے میں

از مکتوبہ چودھری شہباز احمد صاحب گجراتی معاون ناظر روزانہ وسیع قادیان

جس طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے ابتدا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ۱۳۱۳ عظیم صہابہ عطا فرمائے تھے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مشیل مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ۱۳۱۳ عظیم صہابہ عطا فرمائے ہیں۔ گویا اسلام کا ہر روز ماہیت کہ پرستاروں اور شیخ ہڈی کو اپنی کھوجوں سے بھاننے کی کام کو پیش کرنے والوں کے سامنے ۲۱۳ کی تعداد میں کر کے ان کی عقلوں کو سرگرم بنا کر دیا ہے اور ظاہری بیڑوں کے لئے ایک عقل سوز لغتارہ مد اگر تباہی ہے۔ ایک دینا لفظہ جس کے سامنے غافلین کے تمام اندازہ اور اہل غلط ہو جاتے ہیں۔ اور ہر وقت آئے کہ ان میں جن کے کارندے صرف کرتے وقت موزن کے قلم سے مچا ہے! بنیہ عزم کرنا تھا کہ قادیان میں درویشوں کے قیام کے وقت یہ جاننے لینے کہ کوئی موقع ہی نہ تھا کہ جن درویش

گذشتہ زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کی ایک صفحہ ہر مہمان کے تحت شائع ہوا تھا اس میں بھی اس بزرگ نے غافلانہ رویہ صاف منتخب کیا ہے۔ اسے ایک افغان کچھ امیری اس وقت کاوشگر ہو چکے ہیں اور درویش چاہتوں سے بے یقین بر ایک اور اعلیٰ حقیقت بھی تو ہے کہ قادیان کے درویشوں اور شیخ احمد کا ایک ایسا باب بن چکے ہیں جس کے بغیر شیخ احمد کی تکیہ کو پوری ہی نہیں کی گئی۔ گذشتہ سال کی صفحہ میں غافلانہ یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ تقسیم ملک کے وقت درویشوں کا قادیان میں قیام شخصی ناسا نہ حالات میں نسل میں آگیا۔ بلکہ ایک استعمال حاصل تھا ہے درویشوں کے کمال حویں اور یہ ضابطہ ہدیہ تقسیم و رضا نامی بننا رہا تھا۔ اس میں غافلانہ درویشوں کو قادیان اور خود کے حسن کو صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک دوسرے آئینے میں دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن آپ بھی دیکھئے!

تقسیم ملک کے وقت جب درویشوں نے اپنے آقا کی آواز پر دیکھ گئے ہوئے اپنے تمام قادیان کے لئے پیش گئے تھے اس وقت حالات کے روح فرسا اشتداد اور ضرورتوں کی وجہ سے باعث یہ تو تھا نامکمل تھا کہ ان کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کی بنا پر کی جاتی۔ اس انفرنگی کے عالم میں زیادہ سے زیادہ اگر کچھ نظر تھا تو صرف یہ کہ جماعت احمدیہ کے مقدس مقامات کو تین سو تیرہ روزہ خانوں کی ضرورت ہے۔ ایسے سر فرشتوں کی ضرورت ہے جو تاریخ و واقعات سے بے ناز ہو کر برضا و رغبت ظلم و قسوت کی قربانیاں بر اپنے سر جھکاویں۔ اور اسی منظر صدمت کے لہ پر تاریخ احمدیت کے ایک درخشندہ باب کا عنوان بن جائیں۔ اور اس طرح تین سو تیرہ کارناموں اور مبارک عہد عالم وجود میں آکر اس امر کا ثبوت ہم پہنچا دے کہ جس طرح اسلام کے سدرو اولیٰ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۳۱۳ جان فرزند عطا فرمائے تھے۔ اور پھر

تقسیم ملک کے وقت جب درویشوں نے اپنے آقا کی آواز پر دیکھ گئے ہوئے اپنے تمام قادیان کے لئے پیش گئے تھے اس وقت حالات کے روح فرسا اشتداد اور ضرورتوں کی وجہ سے باعث یہ تو تھا نامکمل تھا کہ ان کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کی بنا پر کی جاتی۔ اس انفرنگی کے عالم میں زیادہ سے زیادہ اگر کچھ نظر تھا تو صرف یہ کہ جماعت احمدیہ کے مقدس مقامات کو تین سو تیرہ روزہ خانوں کی ضرورت ہے۔ ایسے سر فرشتوں کی ضرورت ہے جو تاریخ و واقعات سے بے ناز ہو کر برضا و رغبت ظلم و قسوت کی قربانیاں بر اپنے سر جھکاویں۔ اور اسی منظر صدمت کے لہ پر تاریخ احمدیت کے ایک درخشندہ باب کا عنوان بن جائیں۔ اور اس طرح تین سو تیرہ کارناموں اور مبارک عہد عالم وجود میں آکر اس امر کا ثبوت ہم پہنچا دے کہ جس طرح اسلام کے سدرو اولیٰ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۳۱۳ جان فرزند عطا فرمائے تھے۔ اور پھر

کہ ہم میں ہرگز اور ہر شے کے جانے والے لوگ موجود ہوں تاکہ کسی کے دست نگر نہ رہیں۔ دست نگر ہونا بھی ایک عیب اور خامی تھی مگر اس اعتبار سے تو یہ خامی نقصان کا باعث ہو سکتی تھی کیونکہ جو کسب ملک والے ہنگامے فرس ہو چکے تھے لیکن دلوں کی صفائی ابھی نہیں ہوئی تھی اور جسٹس انڈیا ایگز ہمارے ساتھ مکمل بائیکاٹ کی ایکٹیں بنا رہے تھے۔

اس قسم کے ماحول اور محسوسیت میں ہمیں بن پریشہ دروں کی ضرورت تھی ان کی ہنرست کچھ اس طرح بن سکتے تھے۔ درزی۔ دھولی۔ حجام۔ لونا پز۔ سہار۔ کفش دوز۔ باروچی۔ نان پز۔ قصاب۔ کھار۔ جلد ساز۔ منگ سار۔ ڈاکٹر۔ حکیم۔ کاتب پینٹر۔ ٹولو گرافر۔ وہ کا نام۔ نامہ دینو۔ گرسوال ہے کہ کیا یہ تمام قسم کے پیشہ ور ہمارے اندر موجود تھے۔؟ اور اس کا جواب یہ ہے کہ ان خزانے فضل سے نہ صرف یہ موجود تھے بلکہ اس کے علاوہ بھی جن پریشہ دروں کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ بھی موجود تھے۔ اور ہم سہولت با نعت کے طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے اسے نہ صرف مسیح بخیر علیہ السلام کا مجوزہ قرار دیتے ہیں کہ جب ہم نے اپنے خاسترو کو ترتیب دیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ ہم میں سبھی پیشہ در موجود تھے بلکہ بعض تو ان میں ایسے تھے کہ سارے قابو میں ان جیسا کار کو لگو کر دیا تھا۔ اور کیا یہ کہ ہم کسی کے دست نگر ہوتے یعنی کاموں کے لئے غیر مسلم ہمارے دست نگر ہوتے اور اب تک ہیں۔!!

اور پھر جوں جوں ہماری ضروریات میں وسعت آئی تھی، اللہ تعالیٰ نے ہماری ہر قسم کی ضروریات کو ہمارے لئے ہی رہا ہے ہی ہوا کرتا رہا حتیٰ کہ جب ہم نے طوفانوں کے دورے گذر کر اپنے وسیع وسیع نفاذ کو بحال کرنے کے لئے اپنے مرکزی دفاتر کو ترتیب دیا تو یہ سارا کام درویشوں نے ہی انجام دیا اور اس خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا کہ درمیانی عارضی وقتے کی کوئی مشکلات ہماری راہ میں خالی نہ ہوئیں۔ ہم میں معمولی علم یافتگان بھی موجود تھے اور کچھ جاہل بھی تھے۔ کلرک کی جگہ یہ رکھنے والے بھی تھے اور انفرادی صلاحیتوں کے مالک بھی تھے۔ عربی کے فاضل بھی تھے انگریزی اور فارسی کے کچھ جاہل بھی تھے۔ ہند کی کورواں بھی تھے۔ اور اردو تو غیر ہمارا ہی ادبی اور دہری زبان ہے اس زبان کے عالم۔ فاضل اور ادیب بھی موجود تھے۔ دہری کی زبان

کے لئے ٹائپسٹ کی ضرورت پڑی تو ہم میں موجود تھا۔ سٹیٹو کی ضرورت پیش آئی تو وہ موجود تھا۔ مہینے تھے۔ مدرسین تھے اور دراصل تھے۔ چنانچہ انقلاب کے عارضی تعطل کے بعد ہمارے سارے کام اس طرح جاری ہو گئے جیسے بندھ ٹوٹ جانے پر پالی رول ہو جائے۔

اس کے بعد جب درویشان کے بیوی بچوں کو پاکستان سے قادیان آنے کی اجازت مل گئی تو ضروری تھا کہ ہم اپنے بچوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیے داریں جاری کرتے۔ چنانچہ ہم نے کئی کئی وقت کے مدارس جاری کر دیے کیونکہ کئی ساتہ ہمارے پاس موجود تھے۔ یہاں تک کہ گراؤ سکول کیلئے جب دستاویزوں کی ضرورت ہوئی تو وہ بھی درویشوں کی بیویوں میں موجود تھیں۔ اور آج ہمارے دفاتر میں خدا کے فضل سے کامیابی کے ساتھ پیل رہے ہیں اور مدارس بھی۔ اور ہم اپنے باجگاہ کرنے والے جہاں بیویوں کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمیں خود نشانی کا موثقی بھی ہمیں ہو گیا اور فرس نشانی کا بھی۔! جب ہم مرکزی دفاتر کے کام کو پوری طرح متعلقہ کر کے اور ضبط و کتابت کے ذریعہ بھارت کی جگہ جگہ صاحبہ کے ساتھ رابطہ قائم کر کے اور ادارہ ہمارا ماحول بھی سکون و آسائش ہو گیا تو ہمیں تعلیم کی ضرورت پیش آئی تاکہ ہم اپنے کام کو فریضہ ادا کرنے کے لئے سرگرم کھل سکیں۔ چنانچہ جب جائزہ لیا گیا تو ابھی درویشوں میں سے ہمارے ضرورت کے مطابق مہینے بھی ملے تھے جنہیں ہم نے بھارت کے مختلف اطراف و جانب میں فریضہ تبلیغ کی ادا کرنے کے لئے بھیجا اور وہ سب خزانے فضل سے کامیابی کے ساتھ اس فرس کو ادا کر رہے ہیں۔

امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ جب ہمارے مرکزی دفاتر کا کام ترتیب پا چکا اور مہینے بھی اپنا کام جاری کر کے۔ اور بھارت کی تمام اصغر جماعتوں کے ساتھ رابطہ قائم کیا جا چکا تو ضروری تھا کہ کئی کئی بھارت کے لئے مرکز سے ایک ہزار چار کی جب تھی۔ چنانچہ اخبار حسد کے اجراء کے ذریعہ اس ضرورت کو پورا کیا گیا۔ ایک اخبار کے اجراء کے لئے جس قسم کے عملہ کی ضرورت ہوتی اس کا اندازہ عام لوگ نہیں لگا سکتے کیونکہ یہ ایک خاص فن ہے۔ اس کام کے لئے اچھے ادارہ تحریر کے علاوہ اچھے کاموں کی ضرورت تھی۔ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے درویشوں کے ذریعہ ہی پورا کیا۔ اور ہمارا یہ اخبار متواتر آٹھ سال سے کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ گو ہمارے ذرائع کے لحاظ سے یہ ابھی ہفتہ وار ہے۔ اور ہم اپنی بعض جمعیوں کے باعث اسے امرسر سے طبع کروا رہے ہیں۔ در نہ ہمارے پاس

ایک قسم کا پرس بھی موجود ہے اور پرس کو چلانے والے کارکنان یعنی سنگ نہ مشین بین مصحف وغیرہ بھی موجود ہیں۔ اور اگر بعض حالات درپیش نہ ہوتے تو ہم عملاً اور کارگریوں کے لحاظ سے اس قابل تھے کہ حسد کو قادیان ہی سے طبع کر کے ہفتہ وار کی بجائے روزانہ شائع کرتے۔

غرض کہ درویشوں کی قبیل ہی تعداد گویا ہمارا کا شاہہ تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت کے ساتھ ہر وہ چیز مہیا فرمادی تھی جس کی ہمیں عامی طور پر ضرورت پیش آسکتی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ سالانہ ایسے وقت میں کر رکھے تھے جب ہر نظر ہر ان ساریوں کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اور اگر اس وقت ضرورت محسوس بھی ہوتی تو ہم اپنی کوششوں سے ان فراہم نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ قادیان کی اکثریت اس وقت ہجرت کر کے جا چکی تھی۔ اور جو لوگ باقی تھے وہ جانے کا راستہ تلاش کر رہے تھے۔ اور اس وقت صرف مسجد مبارک کے حلقہ میں جو چند بیوقوف مس تھے، انہیں ہی درویشی کی دعوت دی گئی تھی۔ اور ابھی میں سے جن سو تیرہ درویشوں کو لیسر کی تخصیص اور چارج ٹرانل کے یہاں رہنے کی اجازت دی گئی تھی۔

ان حالات میں اس قبیل سے تعداد میں سے ہر قسم کے پیشہ دروں۔ ہر قسم کے کارگریوں۔ ہر قسم کے تعلیم یافتگان اور بھارت کی تمام علاقائی زبانوں کے ماہرین کا کھل آنا اللہ تعالیٰ کے خاص رحمت قدرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مجوزہ نہیں تو اور کیا ہے۔؟ اور پھر درویشوں کی اس جمعیوں کی بے بارو مددگار اور تہی دست جماعت کا قادیان کے مرکزی دفتر اور بھارت کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی جماعت اپنے اصغر یہ سرگروہوں کے لئے اپنے مفوضہ فریقوں کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق پانا مجوزہ نہیں تو اور کیا ہے۔! ممکن تھا کہ اس جمعیوں ہی سے تعداد میں صرف چند معمولی تعلیم یافتگان ہوتے اور مرکزی دفتر کیلئے اس قدر معمولی ضرورت تھی وہ بیشتر آنا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ہم صرف چند پیشہ در ہوتے اور اپنی دوسری ضرورت کے لئے ہم غیروں کے محتاج ہوتے۔ اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ جو پیشہ در اور ادارہ ہمیں موجود ہوتے وہ اتنے اچھے اور پر کار ہوتے کہ ہمیں غیروں کا دست نگر ہونا پڑتا۔ مگر یہ تمام نکات جو عام اور درویشی تھے اور قریب و فرس بھی تھے معرض عدم میں ملے گئے۔ اور ضرورت پڑنے پر جو کچھ معرض درویشی آیا وہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر طرح سے توفیق بنادیا اور ہمارا کسی ذالی کوشش کے بغیر بنادیا۔ یہ سب کچھ اس قدر مطلق حد کی غنی منت است اور رحمت قدرت سے ہمارا جو اجمرت کے جھنڈے کو سرنگوں نہیں

دیکھنا چاہتا تھا۔ یہ ایک ضرورت تھی ہے اس امر کا کہ اجمرت کا خلاہ نہ دے اور آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولد و منکر اور مدفن پانڈینڈ اہلی زبان میں ہے یہ اعلان کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس غیر معمولی تصرف اور قدرت کے آئینہ میں صداقت مسیح موعود پر خود کرد۔ اور دیکھو کہ اس طرح غیر معمولی حالات میں اور روز لڑا ہوا انسان کا مقابلہ کرتے ہوئے اس نے اپنی فعالیت کو برقرار رکھا۔ حضرت مسیح موعود نے یہی ہے کہ اپنی کاتب جہاں میں لانا اور کچھ کچھ غیر معمولی سرگرمی میں اپنی ہونے والی باہر

بقیہ صفحہ نمبر ۱۱

”موسم دعا کروں گا کہ میں اپنے ہمیشہ سدا کے ساتھ اپنے ہی ہونے والے کاموں میں جا کر لوگوں کو کھانے کا گھر بنا دوں اور ہر روز دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے ہمیشہ کے لئے دعا کرے۔“

تیسری شرط

”تیسری شرط یہ ہے کہ جو جنت میں ہیں وہ ہونا چاہئے اور جہنم میں نہ ہونے چاہئے۔“

چوتھی شرط

”چوتھی شرط یہ ہے کہ ہر ایک دعا کوئی بھی دعا اور دعائیں اور دعائیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہونے چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہونے چاہئے۔“

ان شرطوں کے سنے سے یہ کہ

ان شرطوں کے سنے سے یہ کہ

امام وقت کی شناخت کے ذرائع

(ذکر محرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان)

ایک شہر حدیث ہے کہ من لہد
یہ عرف اسلام زمانہ فضل مات
علیہ السلام الجاہلیت کے جو شخص اپنے غلام
کے امام و صلح کو نہیں پہنچتا وہ جاہلیت کی
سوت مڑتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اس
کا منکر اپنے آپ کو اس ایمان سے
محروم کر لیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف
سے لے کر آتا ہے۔ اس کے بغیر وہ خدا تعالیٰ
کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اس سے بچا
تلذذ قائم کوئی بیخوش دعائی کے حصول کا
ذریعہ ہے۔ امام اور صلح کی بعثت کا مقصد
ہی ہی ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو انوار آسمانی
سے منور کرے۔ پس اس سے علیحدگی جاہلیت
کی بات ہے اور حقیقی علم و معرفت الہی سے
خردی ہے۔ جس جسے اس سے تعلق پیدا
کرنا خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے
لیے اس قدر ضروری ہے تو اس کی شناخت
کے ذرائع بھی معلوم ہونے لازمی ہیں۔
یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کی شناخت
کس طرح حاصل ہو۔ وہ کون سے معیار
اور ذرائع ہیں جن سے جاننے سے انسان
اپنے ذہن کے امام کو شناخت کر کے اس
سے لماحقہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ایک
طالب صادق اسماوات کا حتم ہے کہ
اسے وہ باتیں معلوم ہوں جن کی مدد سے وہ
اسے شناخت کر سکے۔
حضرت شیخ رحمہ اللہ علیہ السلام نے اپنی
کتاب ضرورت انعام میں اس سے تعلق
چھوڑی باتیں بیان فرمائی ہیں جو امام وقت
کی ہوتی ضروری ہیں۔ وہ باتیں جن شخص
میں پائی جائیں وہ یقیناً اپنے
وقت کا امام ہوتا ہے۔ وہ چھ باتیں اس کی
حدائقت کی علامت ہیں وہ ہیں زیر دست
نشانات ہیں۔ جو اس کی سمیٹا کی کو روز
مدمشن کی طرح ظاہر ہو سکتے ہیں۔ انہی کتبیں
حسب ذیل ہے:-

۱) اخلاق کی حالت و قوت۔ یہ لازمی
بات ہے کہ امام الزمان کی سخت مخالفت
ہوتی ہے اور اسے طرح طرح کے جھلاو
سے معاملہ پڑتا ہے جو ہر طرح کے ناجائز
ذرائع سے اسے دکھ دینے مانتا ہے اور
ہلک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اپنی
ابزاروں کی کوتاہی تک پہنچا دیتے ہیں
اس سے اس کی اٹھا دیدیگ اطلاق قوت
موتی ضروری ہے۔ تاہم اہل ایدہ اور
اور ہر زبانوں کو برداشت کر کے اور مغلوب
الغضب ہونا تو ان کے ذہن و دماغ
و علم سے محروم ہونے کی علامت ہے ان کو
فاصل کر سکیں اور اس سے پرہیز خراب

۲) دوسری بات جو اس میں پائی جانی
لازمی ہے وہ قوت المصمت ہے۔ تقویٰ
نیک خیالات، پاکیزہ اعمال، عقائد و مبادی
محبت اور فعال الہی کی قوتی کرنے اور
تمام آگے بڑھانے کا اسے اشتیاق ہو
اور اس میں اسبابہ ہر کسی قسم کی کوئی
کوئی یا کسی شہابیہ نہ ہائے۔ یہ ایک قدرتی
بات ہے جو اس کے اندر چھپائی چھپائے دیگر
تو کاکی طرح یہ قوت ہی اس کے اثر نمایاں
پائی جاتی ہے۔ وہ سب سے آگے سر ہن
چاہتا ہے۔ امام کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی
اس قوت میں دوسروں سے آگے ہے اور
ان کی راستی کی گونے کا حق رکھتا ہے
۳) تیسری چیز جو اس میں پائی جاتی
اور اس کی صداقت کو ظاہر کرنے والی ہوتی
ہوتی ہے۔ وہ علم لدنی ہے۔ جو اسے خدا
تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر عطا ہوتا
ہے۔ اس چیز سے دوسرے ان اس
کا مقابلہ نہیں کر سکتے سب سے بڑا علم تو
قرآن کریم ہے اندک بولتا ہے۔ جو امام
لوگوں اور علم اور فہر کی نظروں سے چھپتا
ہے۔ وہ اس پر بعد کی طور پر رکھ لیا ہوتا
ہے۔ اور وہ اس کے حق کو نہ ممانعت
سے داخل ہوتا ہے۔ وہ اپنے ان علم
کے ذریعے دوسروں کو تیار کرنے سے نور
کی طرف لے جاتا ہے۔ اور جو لوگ اسے
تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ بھی اس کے ان
علم کی ایک قسم سے۔ دوسروں پر ذہنیست
ہے جانتے ہیں۔ انہیں ہی فراموش اور
نور نظرت عطا ہوتا ہے۔ جسے دیگر کو
دوسرے لوگ چرانہ جانتے ہیں۔

۴) چوتھی چیز جو اسے پہنچے وہ
غیر معمولی عزم و استقامت اور استقامت
ہے۔ وہ دشمنوں کے منصوبوں کے مقابلے
ایک مضبوط پیمانہ کی طرح کھڑا ہوتا ہے
وہ سارے کونوں سے اس کے ارادے کے
منزلت نہیں کر سکتے۔ اس کا اس وقت
شہرہ مڑتا ہے جبکہ اس کی عمر ایک
لکھا عمر گذر چکا ہوتا ہے۔ اور بغیر اس
کے قوی منجمل ہوتے۔ جسے ہی ہو کر
وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر
قوت یا کرمیت شیم الثنا مقصد کو سکر

کھڑا ہوتا ہے۔ اور اس کے اندر کوئی
قوتیں اس کے ساتھ کھڑا کر پائش
ہوتی ہیں۔ مگر اسے ذرا بھی جنبش نہیں
دے سکتے ہیں۔ اس کا پائے ہی نہ بھی
بھی دنگا نہیں۔ اس کا ذہن ہمیں مست
نہیں ہوتا بلکہ وہ پہلے سے تیز تر ہوتا چلا جاتا
ہے۔ وہ ہمیں ہمیشہ آردہ حالت کو دیکھ کر
نا امید نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی مشاغل کو
دیکھ کر اس کا قدم اور ہی مضبوط ہو جاتا ہے
ظاہر و باطن میں لعن اوقات اس پر اپنے
آتے ہیں۔ مگر مخالف سمجھ لیتے ہیں کہ اسے
اسے گرا لیں گے اور ہم کا عذاب ہو جائیگا
مگر دوسرے لمحہ ہی ان پر اپنے خلیا لاندہ
حالات کی مدد سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور
وہ تمام ایشیا جس اور مشکلات اور
آزاد نشانی میں لوڑا آتا ہے۔ اور خدا ہی
گورا تائیں۔ خدا کی مدد دعا کی کی مدد
اس کے مشاغل حال ہو کر اسے اور طبیعت
سے نکال لیتا ہے۔ اور دیکھنے داسے جان
لیتے ہیں کہ وہ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے
ہے۔

۵) پانچویں بات جو امام الزمان میں ہوتی
ضروری ہے یہ ہے کہ وہ اپنے جملہ حالات
میں خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا اور اس
طرف جھکتا ہے اور اس کو اپنا بھلا و ماما
تزا دہ جانتا ہے۔ اس کی دعاؤں میں غیر معمولی
اثر پیدا ہو جاتا ہے جس کی برکت سے
غضا اس کے حق میں سازگار ہو جاتی ہے۔ اور
ان کے نتیجے میں کامیاب ہوتی ہے۔ اور
دوسرے لوگوں کی دعا میں اس کا مقابلہ
نہیں کر سکتے۔

۶) چھٹی چیز جو اسے حاصل ہوتی ہے
وہ مدنیہ مدد و کثرت اور العالیات کا بغیر
سلسلہ ہے۔ اس پر اہمات کے ذریعے
اس پر حقائق و معارف اور علوم کے ذرائع
جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے کاملہ و
مخاطبہ ہوتا ہے۔ جو اپنی حکمت اور کیفیت
میں نہایت اعلا و اجلا و اعلیٰ ہوتا ہے۔
جس کی وجہ سے وہ دوسروں میں منفرد اور
لمت زہر ہوتا ہے۔ امام کی مدد سے اس کی
قسم کے سر ہنہ واز اور اور غیبیہ کھلتے ہیں
پیشہ نمونیاں ظاہر ہوتی ہیں جو پوری ہو کر اس
کی صداقت کا نشانہ بن جاتی ہیں۔ جو پوری

۷) اور لوگوں کے دلوں میں حق یقین
پیدا کر کے کامیاب بن جاتی ہیں۔ پیش آمد
عقل سے اور پیچیدہ اور ایلی مسائل ان
کے ذریعے سے حل ہو جاتے ہیں۔ جو لوگوں کے
انجمن کا باعث بنتے ہیں۔

۸) چھٹی چیز جو اسے پہنچے ہے کہ اس زمانہ
کا امام ہوں۔ جو میرا نشانہ ضروری ہے۔ جو مجھے
نہیں مانتا وہ کاٹنا جائے گا اور ہار ہار ہ
ہوں یا تیرا ہار ہار۔ جو میں مذکورہ باتیں پائی
جاتی ہیں ان کے ذریعے میری شناخت

آسانی سے ہو سکتی ہے۔ آپ کا دوسلے
ہے کہ میرے سوا اور کوئی امام الزمان نہیں
جس کا نفاذ ضروری ہو۔ آپ فرماتے ہیں
یہ ہائی ہوں جو آپا آسمان سے نکلے
میں ہوں وہ ذرا حد میں ہوں اور ان کا
ہیں ان کو چاہئے کہ ان نشانات اور معیاروں
کے ذریعے سے اپنے دعویٰ کی جانچ پڑتال کریں اور
آپ کو یقین آئے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ دعویٰ کیا کر
ان اور میں کوئی میرا مقابل نہیں کر سکتا۔ یہ
امتیازی نشانات ہی جو مجھے ہیں میرا جہت
آپ فرماتے ہیں۔

۹) یہی قرآن شریف کے معجزات
نقل کے طور پر ہی مضافت
ماخوذت کا نشانہ دیکھا جوں
کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کرے۔

۱۰) آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی
کوئی کے مقابلہ کرنے کے لیے چاہے تو میرا
سائے نہ پاتا۔

۱۱) آپ فرماتے ہیں:-
یہی قرآن شریف کے معجزات و
معارف بیان کرنا نشانہ
دیکھا جوں کوئی نہیں جو اس کا
مقابلہ کر سکے۔

۱۲) آپ نے فرمایا ہے:-
معارف قرآن کے دیا ہوا بیٹے ہیں۔ کوئی
ان کے مقابلہ کرے نہ کر سکے۔

۱۳) آپ نے فرمایا ہے:-
میرا کثرت تردید کا نشانہ دیا
گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ
کر سکے۔

۱۴) آپ نے فرمایا ہے:-
چنانچہ ہر آدمی اپنے اپنے بڑے بڑے فالغین
آپ کے مقابلہ کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے
ان میں بڑے بڑے حکماء اور ماہرین ہوتے
آپ کے نہیں مابہ کے لیے علمی و دعوت دی گئی
کسی نے بھی اس طرف رخ نہ کیا۔

۱۵) آپ نے فرمایا ہے:-
میں نہیں اہلدار کا نشانہ دیکھا
کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

۱۶) آپ نے فرمایا ہے:-
آپ کی کتاب اور تفسیر کے بیان سے ہر کسی
الغین کی قسم کو آئندہ کی کتب کی تہمید ہوگی
جو آپ کی زندگی میں ہی ہوگی اور جو تک
میں ہی اور قیامت تک پوری ہوگی اور جو
ان امور میں مقابلہ کرے گا وہ اس طرح انہوں
سے اپنے عمل سے اپنی صداقت پر خود قیام
نہیں کرے۔ اور ان سے ان کو پھر لکھا اور
آپ کی صداقت کو معلوم کر لیا۔ اور آج بھی لکھا
اپنی مخالفت میں سے علی کھلی ہے۔ ہر کسی
ہے۔ جو اپنے اندر غیر معمولی قوت غفلت رکھتی ہے
اور اس کے اندر ہی رنگ پایا جاتا ہے۔ جو ہر
کے اندر لقا مارہ وہی عزم اور صبر کے
نہیں اشدت اسلام اور دنیا میں امن و سلامتی
کے قیام کیلئے کوشش کرے۔ جسے ساتھ ساتھ
کرام کی حمایت کو بھی جانی ہی آج تیار کر دے
کے اس جہت میں ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔

۱۷) آپ نے فرمایا ہے:-
میں نے اپنے علم سے اپنی صداقت پر خود قیام
نہیں کرے۔ اور ان سے ان کو پھر لکھا اور
آپ کی صداقت کو معلوم کر لیا۔ اور آج بھی لکھا
اپنی مخالفت میں سے علی کھلی ہے۔ ہر کسی
ہے۔ جو اپنے اندر غیر معمولی قوت غفلت رکھتی ہے
اور اس کے اندر ہی رنگ پایا جاتا ہے۔ جو ہر
کے اندر لقا مارہ وہی عزم اور صبر کے
نہیں اشدت اسلام اور دنیا میں امن و سلامتی
کے قیام کیلئے کوشش کرے۔ جسے ساتھ ساتھ
کرام کی حمایت کو بھی جانی ہی آج تیار کر دے
کے اس جہت میں ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔

۱۸) آپ نے فرمایا ہے:-
میں نے اپنے علم سے اپنی صداقت پر خود قیام
نہیں کرے۔ اور ان سے ان کو پھر لکھا اور
آپ کی صداقت کو معلوم کر لیا۔ اور آج بھی لکھا
اپنی مخالفت میں سے علی کھلی ہے۔ ہر کسی
ہے۔ جو اپنے اندر غیر معمولی قوت غفلت رکھتی ہے
اور اس کے اندر ہی رنگ پایا جاتا ہے۔ جو ہر
کے اندر لقا مارہ وہی عزم اور صبر کے
نہیں اشدت اسلام اور دنیا میں امن و سلامتی
کے قیام کیلئے کوشش کرے۔ جسے ساتھ ساتھ
کرام کی حمایت کو بھی جانی ہی آج تیار کر دے
کے اس جہت میں ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔

یہ نمبلی ہے

ایک بڑی صحیح اور دلچسپ اور جامع رسالہ

بہی کو صرف تیسرا ہی مسیحا نہیں بلکہ بڑی نسبتاً بھی ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ عجب ہے۔ ہر برس ادریس جو مسلمانوں میں تجارت پیشہ تو ہیں۔ ان کا مرکز بھی نہیں ہے۔ اس وقت عروج کے اہم حاضر پش کریم ہندوؤں کے دینی مسلطی ماسیٹ الدین ظاہر ہیں۔ اور مسیحی گاہ سید عبدالغفار حسینی نے رکنانہ طریق سے حقیقت پر لکھتے ہیں کہ مسلمان جو عموماً حضرت امام اشفاق رحمہ اللہ کے متقد ہیں۔ وہ بھی یہاں بیک وقت آباد ہیں۔ مسیحی کی جامع مسجد الدین کوئی مسلمانوں کی تعمیر کردہ ہے۔ یہ مسلمان ہند کے احساں و دہاویوں کا ایک جم غفیر بھی بیان نظر آتا ہے۔ یہاں مشہور اور اولیوں کی جو گھر بازار آباد ہے۔ وہ انہیں زندہ دلاں غلامی ہند کی عرش مانی لکھتے ہیں۔

ادقاف اسلامی اوقات اور تعلیمی اداروں کے نقطہ نظر سے دیکھتے تو اس پر بھی عجیبی کو سارے ہندوستان میں ایک ممتاز جمعیت حاصل ہے۔ یہاں فاضل۔ ماسٹر۔ پروفیسر اور ڈاکٹریوں کے ساتھ ہی بی بی حسابداری، دفتربندی، پیراڈیسک، منقذہ پتی، سنٹ گھڑیں، جنرل بمبلی، اور منظر میں "مجماعت حاضر لکھتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی سیاسی اور دینی مخالفت کے گہرے ہیں۔ ان میں عورت خاں اور مسلمانوں کی کوئی زندگی ہی نہیں رکھتے۔

اہل سنت والجماعت کا مسیحا بڑا ادارہ "انہیں اسلام کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے زیر انتظام بارہ بائی سکول، صابو صابون، ریسرچ، لٹریچر، ٹیٹ، مادی، حدیث، سائنس، فزکس اور اردو اور پیرس جارج ٹیوٹ چلائے جا رہے ہیں۔

اختلافات کا آغاز جو ہندوستان کی خلیفہ ادریس سے پریشان تھے۔ انہیں بھی ایک سرخ راز نظر آتا ہے۔ وہ یہاں آئے پھر جیسے ادریس نے کھانا کھا تھا۔ یہاں تک کہ انہیں پورا مسلمانوں سے اسلامیان بڑی کوئی درد نہ تھا۔ کتا رشتہ کا آغاز ہوا ہے۔ یہ مسلمانوں سے پہلے ہان پرہ کی بڑی مسجد کے امام و خطیب مولوی صاحب علی خان مریدان اور رضا خان صاحب بریلوی نے ایک کتاب لکھی۔ اور اس کا نام رکھا "ہذا حق ہے"۔ لکھتے ہیں کہ اس کتاب

پر کچھ ایسے اشعار تھے جن سے حضرت فاضلہ رضی اللہ عنہا کی توہین ہوئی تھی۔ وہاں اور دینہندی جو اس مسجد کی تزیین میں ہیں۔ لکھے۔ انہوں نے مولوی محبوب علی خان صاحب کے خلاف ایک تحریک چلائی۔ ساروہ انہیں نہیں اکثر ایسے مواقع کی تلاش بھی تھی۔ اس تحریک میں خوب حصہ لیا۔ اور اسے زور قلم سے اس آتش شائستگی اور خوب بھرا دی۔ وہاں حضرت کی طرف سے اس تحریک میں حصہ لینے والے ایک خاص اہم اخبار "مظاہر" نکالا گیا۔ مولانا احمد رضا فاروق صاحب کے لئے ان میں بھی بھیگی کی اصلاح میں سنی مسلمان لکھتے ہیں۔ کی طرف سے اخبار "مظاہر" اس تحریک کو آگے بڑھاتا رہا۔ اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہان پرہ کی بڑی مسجد میں اور وہاں مسلمانوں کے نکلنا کدبانوں کی بھیجی گئی۔ ایک دن ان دونوں پارٹیوں نے ایک دوسرے کے خلاف مسیحا میں بھی "اعلان جہاد" کر دیا۔ لوہے کی مسالوں اور چھڑکوں سے ایک دوسرے پر حملے کئے۔ اس فساد میں ایک ایک شخص مارجی جیوا مارا گیا۔

اس کے بعد دونوں پارٹیوں کے جذبات اس قدر متشنج ہوئے کہ حکام شہر کو مسجد پر بھی ماسکول پرہ بٹھانے لگا۔ مالوہ قتل کے بعد ریاضہ عدالت بھیجی گئی۔ اس کے دو ماہ بعد اخبارات "الغلاب" اور غلامت نے اپنی اپنی پارٹی کی وکالت شروع کی۔ اور یہ وکالت اس طرح شروع ہوئی کہ یہ دونوں آہستہ آہستہ ایک دوسرے کی ذالقات پر حملہ آور ہوئے۔ لگے۔ اور "الرحمیت" عربی کا مقدمہ دائر ہوا۔

مسئلہ اوقات بخیر مسیحا اور دہاویوں کے اس بڑی مسئلہ کا آغاز مولوی محبوب علی خان صاحب اور ان کی پارٹی میں اختلاف سے بریلوی ہو گیا۔ انہوں نے ان مسیحوں نے اوقات کا مسئلہ اٹھایا۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسلامی اوقات کی تزیینت جمعیت العلمیہ دہلی کی بجائے سنی جمعیت العلماء کے سپرد کی جائے۔ اس مقصد کے تحت سنی مسلمانوں نے ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء میں جمعیت العلماء کو بھیجی۔ ایک آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کانفرنس منعقد کی۔ اور جو کھوسا ناٹھ بھیجی۔ سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے اس میں خوب چل پھل رہی۔ کانفرنس کے بعد

بھی جمعیتوں محلہ علم میں مثبت ہوتے رہتے۔ اور لوگ بھونکے۔ مسئلہ جاری رہا۔ سنی جمعیتوں کی اس کامیابی نے جمعیت علماء دہلی کے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ ایک جلسہ پر جمعیت باغ میں جمعیت دہلی کی تزیینت ہندوں کے لئے کی گئی۔ وہ لوہا بکن بھونکا جیسا کہ سارے سنیوں کی طرف سے جمعیت علماء دہلی کی طرف سے کیا گیا۔ اس وقت سنی جمعیت پر جمعیت علماء دہلی کی تزیینت ہندوں کی اکثریت سنی حاجیوں کی ہے۔ لڑکھائی میں وہاں اور دہاویوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس سوال نے جمعیت علماء ہند کے کمپ میں گھلبلی ڈالی۔ وہ "کلیج" مسلمانوں پر سیدت و ہزرتی کا ایک نشان ہے۔ مگر گھنٹے نے حاجیوں کی سہولت کے لئے یہ کھینچی ہوئی ہے۔ اس کھینچی کے پاس مسلمانوں کا رکھنا رکھنا ہے۔ یہ ہماز میں حاجیوں کی سہولتوں کو لکھتے ہیں۔ لیکن اس کی رہائش کا بند باندھ کر ہے۔ تاہم یہ اعداد و جمعیت ہے۔ مسلمانوں کو دہلی لکھتی ہے۔ اور ہماز کا استقبال کرتی ہے۔ تاہم ایسی ہماز کے بعد بھی گھنٹے نے اس جسم کے ہی اور جناحی امور جمعیت العلماء ہند دہلی کے سپرد کر دیے۔ اس سے کبھی جو سخت تنگ آسادی میں کنگن کے عدس بد مذہب لڑی ہے اور جس پر یہ علم و فضل میں بھی سنی جمعیت علماء پر بھیجی ہے۔ مگر جس ملک میں جمہوریت قائم ہوتی ہے۔ وہاں تجربہ کام آتا ہے۔ علم و فضل وہاں صرف اکثریت کام آتی ہے۔ اور اقلیتوں کو بھارت میں اکثریت سنی مسلمانوں کی ہے۔ اب ایک طرف حق دوستی اور علم و فضل ہے۔ اور دوسری طرف جمہوری اقدار کی مخالفت ہے۔

دیکھتے تو ان سا بڑا بھاری ہونے ہے۔ **جمعیت علماء دہلی** کے جو ارباب مل عقدا ہیں۔ انہوں نے ان مسائل پر کچھ سمجھنا ہی نہیں کیا۔ ایک عالم میں غور کیا۔ اور باہمی مشورہ سے ہمیں میں ایک صوابی کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ جو کچھ کانفرنس سنی جمعیت علماء کانفرنس کے مقابلہ میں ہر گئی تھی۔ اس لئے بڑے وسیع میدان پانچ کی تیار کیا گیا۔ ایک ہزار مسلمانوں کے علاوہ بیٹوں جو ہر ماہ ہر کچھ شہر کی حدوت دی۔ یہ ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ ذری کانفرنس کی تاریخ تھی۔

دشنام طرازی انہوں نے بار بار کوجب سے واپس آیا تو جیسا کہ کانفرنس کا اہتمام دیکھا۔ اسی کے ساتھ اور دوسرے اشتہارات بھی بالکل عجیب و غریب۔ ان میں جو کچھ نمایاں اور مشہور تھا اس کا عنوان تھا۔ ایک لکھتے تھے کہ "ہمیں دینہندی سے سنی مسلمانوں کے

مشفق ایک کتاب لکھی ہے۔ وہی اشتہار میں اسی کے خواجہ تھے۔ اس کتاب سے جو کچھ پتہ چلتا ہے اس میں لکھی گئی تھیں۔ وہ تو اپنی گندی بڑبڑ اور دشنام آئینوں کو میں انہیں نظر کرنے سے قاصر ہوں۔

جمعیت علماء دہلی کی تزیینت دوسرے دن ایک آمد اس میں کچھ اٹھاکا، مزدور کی کئی مسلمانوں کی طرف سے جمعیت العلماء ہند دہلی کی تزیینت ہندو لکھا جا رہا ہے۔ اور واقعی تاریخ سترہ برسین کے ایک غیر علم نے یہ ہند لکھا۔ مگر وہیں کی بد وقت ہندواری کے باعث بد مذہب کی طرف سے بد مذہب لکھی۔

قتالی و مشاعرہ جمعیت علماء دہلی کی کانفرنس کے بعد اس کا تاریخ جو ہوں تریب آتی تھی۔ مگر سرنگ کے چٹا اور اشتہارات دہلی اور دہلی پر نظر آئے تھے۔ طرح طرح کے پیراگرافوں کی اطلاع تھی۔ ہمیں جلسہ قرأت قرآن لقا۔ تو ہمیں ذرا بھی اور کہیں مشاعرہ تھا۔ ان تمام چکر اس کی تازگی میں وہی تھی۔ جمعیت علماء کانفرنس کا نام۔ جس میں ہندو معلوم ہوئے۔ دہلی جمعیت علماء کانفرنس کا نام بنانے کے لئے سنی مسلمانوں کی طرف سے پیراگراف لکھے ہیں۔ آج کل مشاعرہ اور قلمی چھوڑ کر نوجوان مشاعرہ دہلی کی تزیینت میں مشاعرہ اور غلامت انہیں سازگار ہند

سجادہ نشینی ہر ذریہ کوستان کا تالابا ہونے۔ اس کانفرنس کی ہمدان کے لئے پیراگراف لکھے گئے۔ سجادہ نشینی شیخ المشاعرہ دیوان سید غلامت حسن صاحب کے نام کا اعلان کیا گیا۔ سید صاحب کو اس اعلان پر بھی اعتراض کرنے کا موقع ملا۔ اور فوراً دیوار پر ایک پوسٹر لٹا دیا۔ وہاں اور دیوید دیوار کے سجادہ نشین لکھے ہوئے تھے۔ اور واقعی لکھے ان کے سارے

اعزازوں میں یہ اعزاز سب سے ذرا ہی نظر آیا۔ وہاں با دیوید ہر مرد جو عرس سجادہ زیارت ہندو سب ازاد کا۔ استعداد بالاشاعہ ہر سب کے مخالف ہیں۔ پیراگراف لکھے گئے۔ سجادہ نشینی لکھے گئے۔ سجادہ نشینی پر آج سماع کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اور ہندو لکھے دینہندی ہندو لکھے سنی شری دھرم دھما سے مخفی سماع منعقد کی جاتی ہے۔ جس میں سجادہ نشین کی شرکت ضروری ہے۔ کانفرنس سے اشتہار ضروری تھا۔ کیا آج ان سے موازات جان مریگی؟

ہمیں خود کو سب جلسہ گاہ میں مختلف ہندو لکھے گئے۔ اس میں کانفرنس آئینوں میں ان میں ایک قرآن پر بھی لکھی کہ لکھ لکھ

یومِ صلحِ موغود کی مبارک تقریب پر مختلف مقامات پر احمدی جماعتوں کے جلسے

(۱)

کروڑاگا پٹی

زیر صدارت کرم مولوی عبدالغفور صاحب
۲۴ فروری کو صلحِ موغود
منعقد ہوا۔ صدر صاحب نے اپنی اپنی گفتاری
اور اختتامی تقریروں میں صلحِ موغود کی
پیشکش کو اپنی احواس کے بعد مدعا کی پر روشنی
ڈالی۔ اسی طرح کرم مولوی ابوالخیر صاحب
صلح کا کلیکٹ اور محترم محمد رفیع صاحب
نے اسے ایلی ایلی بنی سے بھی تقابیر
کیں۔

شورش و گنہ پورہ کشمیر

۲۰ فروری کو گنہ پورہ زچو زچو
ندارت حکوم مبارک احمد صاحب ظفر علیہ
صلحِ موغود منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن
کریم و نظم کے بعد حکوم مولوی غلام احمد
شاہ صاحب نے پیشگوئی دوبارہ صلح
موغود پر کرتے ہوئے اور اس کی حضرت
مرزا بشیر الدین محمد احمدی بالو صاحب
چسپائی کیا۔ بعد ازاں اسر ضلعا بھی صاحب
نے حضور صلحِ موغود کے نزاکتِ خلافت میں
اسلام اور احمدیت کے عظیم الشان ترقی
کے لئے جدوجہد پر مفصل روشنی ڈالی
اور دعا خوار کی برکتوں میں یہ ثابت کیا کہ اس
دُنیا ہی وہ بڑا رحمانی جوئل ہے جس
سے یا جوڑ دہائی دنیا کی۔ حیاتی دنیا کی
کاپی پلٹ دی ہے۔

یار پورہ

مسجد احمدیہ یار پورہ میں یومِ صلحِ موغود
۲۷ مارچ کو صلحِ موغود زیر صدارت حکوم
غلام محمد صاحب منعقد ہوا جس میں
اجاب جماعت احمدیہ ایک اہم جلسے میں
غلویت کی۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے
بعد صدر جماعت احمدیہ یار پورہ نے
حضرت شیخ المؤمنین ابو عبد اللہ صاحب
متعلق حضرت صلحِ موغود بڑھ کر سنا
اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے
بہنوں کے کلام کرتے ہوئے جس طرح پہلے
کیا کرتا تھا اور حضرت صلحِ موغود کے
ذریعہ اشاعت اسلام کا عظیم الشان
کام اور تحفے دنیاوی میں قرآن کریم
کے ساتھ جس خوبی سے انجمن پارہ
ہیں اور تقریر کسیر و صمیمانہ کرنا ان
کے دیا آپ ہی سے ذریعہ ہے۔

کا وقت اور کیا۔ کثرت سے احمدیہ اخبار
و جاباب سے شہرت کی۔ حاضرین کے دوران
بلکہ قبوہ سے توافقی کی صحیحیت کے
مصلحتی تعداد کی نشان دہی کی گئی۔

پہلا اجماعی حکوم سید محمد حسین صاحب
نے تلاوت اور نظم کے بعد محرم مولوی عبدالواحد
صاحب نے یومِ صلحِ موغود کی عرضِ دعا میں
اور ۲۰ کی اجماعی حضرت صلحِ موغود علیہ
السلام کی پیشگوئیوں کی روشنی میں واقع
کی۔ آپ کے بعد مولانا دلاور صاحب نے
سیرتِ صلحِ موغود پر عبرت اور اخلاقیات پر
فرمایا۔ اور حضرت صلحِ موغود کی سیرت کے
اجمالی خصائص بیان کیے اور آپ کی سیرتِ اطاعت
نشان سے بیان فرمایا۔

دوسرا اجلاس زیر صدارت حضرت
مولوی حبیب اللہ صاحب۔ تلاوت اور نظم
کے بعد محرم مولانا سید احمد صاحب ڈار نے
حضرت محمد رفیع اللہ تعالیٰ نے عند حضرت
صلح کے درمیان مخالفت کو سزاہ مختلف
متناہوں سے بیان کیا۔ آپ کے بعد خواجہ
غلام محمد صاحب تباہ نے حضرت صلحِ موغود
کے زمانہ خلافت میں تبلیغ احمدیت اور انھیں
اسلام دین کے گناہوں کا تذکرہ کیا اور
اور تحریکِ ہدیہ کے اہم مطالبات اور ان کے
اور تحریکِ جدید کی فرض و غایت بیان فرمائی
اس کے بعد مولانا احمدیہ کا نام لیا اور ان کا
کیا جس کے تعاون سے یومِ صلحِ موغود ہوا
نشانہ طریقہ پرینٹ ایجنسی کا ذریعہ ہوتے

ہے کہ یہی نئی درجہ اور دنیا و دہرہ کی کیا
کتاب ہے۔ بشرطیکہ غلام الاحدیہ مستقر
اور خصوصاً حضرت صلحِ موغود کے ارشاد
کی تعمیل کرتے رہیں۔ اس کے بعد دعا پر صلح
بمقام ہوئی۔

بھرت پورہ

۲۷ مارچ کو بھرت پورہ جماعت احمدیہ
بھرت پورہ نے زیر صدارت حکوم محمد سعید
صاحب بلا صلحِ موغود منعقد کیا۔ تلاوت
قرآن کریم و نظم کے بعد محرم صاحب علی
صاحب نے پیشگوئی صلحِ موغود کے متعلق
اپنے مفقود بڑھ کر سنا۔ اس کے بعد
زین اعلیٰ صاحب نے حضرت منفلت کے بعد
کارنامے کے متعلق اپنا مسنون پڑھا۔ بعد
حکوم مولوی خانی صاحب نے حضرت
صلحِ موغود کے بارہ میں مختلف پیشگوئیاں
و ضاحت سے بیان فرمائی۔ اس کے بعد
حضور اللہ تعالیٰ کی خلافت کے دور
میں یہ خصلتوں (فی ذلین اللہ الخیر) کا
کا نظارہ ہے۔ چشمِ خود دیکھ کر ہے۔
نیز حضرت صلحِ موغود کے تمام کردہ تحریکات کے
ذریعہ اور تصانیف کے ذریعہ صلحِ موغود اسلام
کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچا رہا
ہے۔ اس کے بعد حکوم مولوی عبدالغفور
صاحب نے حضرت صلحِ موغود کے متعلق

مولانا ابوبکر برصغیرت سے اللہ تعالیٰ
کی جگہ کئی اور صلحِ موغود کی جگہوں پر وضاحت
سے روشنی ڈالی۔ نیز انگریزی پیشگوئی
بیان کرنے سے کہ صلحِ موغود اپنی آرزو میں
ذرت مبارک لڑا اس کا بیٹا اور بیٹا اس کی
بادشاہت کے وارث ہوں گے۔ جو اللہ
نذر جماعت اسلام نام اس بادشاہت
کے وارث ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی
رضائے کے عرصے میں سمجھ لیا۔ بعد ازاں آپ
بھی دعا کے بعد صلحِ موغود پر اختتام پزیر
ہوا۔

گائیکھڑ (ضلع مریش آباد)

۲۷ مارچ کو گائیکھڑ ضلع مریش آباد
صدارت حکوم مولانا محمد صاحب خانی
بلا صلحِ موغود منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم
اور نظم کے بعد حکوم مولانا صاحب نے صلح
کی عرض و غایت مختصراً اور پریشان فرمائی۔
جو مولانا صاحب نے صلحِ موغود کی طرف سے
ہے۔ حکوم مولانا صاحب نے اجاب کرنا
کی کہ سیرت ۲۴ فروری کو یہ صلحِ موغود کرنا
چاہیے۔ اس کے بعد حکوم مولانا صاحب نے
صلحِ موغود کے بارے میں بیان و مدعا
فرمائی اور بتایا کہ حضرت غیبیہ اس اشان
اور اللہ تعالیٰ کا صلحِ موغود ہونا ظاہر ہے۔
مطلقاً آفتاباً اور بدلیں آفتاباً سو دہائی
آج تسلیم کر لینی ہے۔ حضرت صلحِ موغود کے
ذریعہ صلحِ موغود اور نام دنیا کے کھوسے
گوشے میں ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے
حضور کو وہ قوتِ قدسی عطا فرمائی کہ ہر
موت کو وہ دہائی کے گوشے سے ہر
سال ہزاروں کی تعداد دیکھیں جس سے ہر
بکت حاصل کر رہے ہیں۔

اس کے بعد مولانا صاحب نے
صلحِ موغود کے بارے میں تقریر فرمائی اور
فرمائی اور حضور اللہ تعالیٰ کے کارنامے بیان
تحریکِ جدید اور صلحِ جدید کے ذریعہ صلحِ موغود کے
سکے صلحِ موغود کی اشاعت اور ان کی
ذریعہ صلحِ موغود کے ذریعہ صلحِ موغود کے
سے بیان فرمائیں۔ اس کے بعد صلحِ موغود پر
تہنیت ہوئی۔

تیجا پورہ

۲۷ مارچ کو تیجا پورہ جماعت احمدیہ
زیر صدارت حکوم قریشی نے صلحِ موغود
پر یومِ صلحِ موغود منعقد کیا اور
اور بعد اشتہارات شخص کو جلسے میں شرکت کی
دعوت دی۔ صلحِ موغود کے کارروائی صورت
قرآن پاک سے شروع ہوئی جس کے بعد صلحِ موغود
مولانا صاحب نے صلحِ موغود پر صلحِ موغود
پیشگوئی کی صلحِ موغود پر صلحِ موغود
حکوم رحمت اللہ تعالیٰ نے صلحِ موغود پر صلحِ موغود
دیکھ کر لڑنے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے صلحِ موغود
سے صلحِ موغود پر صلحِ موغود کے صلحِ موغود
سے صلحِ موغود پر صلحِ موغود کے صلحِ موغود

۱۰۰ فروری ۱۹۰۷ء کو صلحِ موغود کے بارے میں
زیر صدارت حضرت مولوی حبیب اللہ
صاحب صلحِ موغود نے صلحِ موغود
خدا احمدیہ سے باوجود صلحِ موغود
کافی ہمت سے کام لے کر صلحِ موغود کو
تذکرہ و اشاعت کے ساتھ صلحِ موغود کے صلحِ موغود

تقرر عبدیدار ان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

مندرجہ ذیل عبدیداران، ۳۰ اپریل ۱۹۰۶ء تک منظور کیے گئے ہیں
رناظر ضلع قادیان

گوندہ

مردا امیر ہنگ صاحب پریڈیٹ۔ فنس ریڈیو
سروس۔ گوندہ لہری۔
عبدالذوق صاحب۔ سیکریٹری مال مد۔

سورج پور

ایم محمد عثمان صاحب پریڈیٹ۔ سورج پور
ضلع شوگر میونسپلٹی۔
عبدالرحمن صاحب مانا باری۔ سیکریٹری چھ
میڈیاٹ۔ سورج ضلع شوگر میونسپلٹی۔

جموں

بابو محمد یوسف صاحب۔ پریڈیٹ۔ سیکریٹری
دعوت و تبلیغ۔ تالاب گلگنان کوچ
تاشیان جموں۔
بابو فرید الدین صاحب جمدار سیکریٹری مال
تعلیم و تربیت۔ محلہ ارستا و جموں

مرکہ

جی کے فخر الدین صاحب پریڈیٹ۔ گڑین
سٹورین روڈ مرکہ کورنگ
بی۔ ایچ۔ امین صاحب۔ ڈاک پریڈیٹ۔
بی۔ ایچ۔ صاحب سیکریٹری مال
جی۔ ایس۔ احمد صاحب سیکریٹری دعوت و تبلیغ

کوٹلیہ

غفر خان صاحب پریڈیٹ۔ کوٹلیہ ڈاک
خان Raghun Prasad
Via Athgarah
ضلع سنگھ اڑیہ۔

ملشی شیخ عبدالغفر صاحب الش پریڈیٹ
وسیکریٹری اور خان۔
ملشی شیخ عبدالستار صاحب سیکریٹری مال
مختی خان صاحب سیکریٹری دعوت و تبلیغ
عبداللہ خان صاحب سیکریٹری تعلیم و تربیت۔

چھت گنڈہ

سیٹھ محمد حسین الدین صاحب پریڈیٹ و
سیکریٹری ضیانت۔ چھت گنڈہ ضلع
محبوب مگڑاکن
سیٹھ محمد اسماعیل صاحب سیکریٹری اولڈ
ڈاؤنٹ۔

سیٹھ محمد عمر صاحب سیکریٹری مال
عبدالغنی صاحب سیکریٹری دعوت و تبلیغ
سر۔ اعجاز صاحب سیکریٹری تعلیم و تربیت
مشکوگ
الحاج میر علیہ اللہ صاحب پریڈیٹ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ صحتہ العالیٰ جماعتی دعاؤں کے

راجی

اللہ ربیہ سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ صحتہ العالیٰ کے مولانا کو دعاؤں میں آجائے
کے سلسلہ میں حضور کی صحت کے متعلق خبر ملنے پر دعاؤں صدقہ کی تحریک کی گئی۔ احباب جماعت نے چہاڑی
دعا کی اور صدقہ دیا۔ اور تمام جماعت کی طرف سے بطور صدقہ ایک بجز ان کے تحریک فرمایا
تعمیر کیا گیا۔ زائد روپیہ تادیان بھی چاہا۔ اللہ تعالیٰ صحتہ العالیٰ کی نبی محمد صحتہ العالیٰ فرمائے آمین۔
فاک عبدالغنی فضل مبلغ سلسلہ راجی

یادگیری

حضور کے واد کی اطلاع ملنے ہی جماعت احمدیہ یادگیری نے اپنے بچے بطور صدقہ ذبح کئے
اور غربا میں تقسیم کئے اس کے علاوہ اجتماعی اور انفرادی دعاؤں بھی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ
حضور کو ہمیں سے نبی محمد صحتہ العالیٰ اور صحت کاملہ و عافیت عطا کرے آمین۔
فاک عبدالغنی فضل مبلغ سلسلہ راجی یادگیری

لازمی چندہ جات

احباب جماعت و عبدہ داران کی خاص توجہ کے لئے
موجودہ مالی سال ختم ہونے میں صرف ڈیڑھ ماہ باقی رہ گیا ہے

مدیرانہ امور کے لئے تادیان کا موجودہ مالی سال ختم ہونے میں صرف ڈیڑھ ماہ باقی رہ گیا ہے۔
لیکن لازمی چندوں کے لئے بھی جمعیت کے مقابلہ پر بہت کم رقم چندہ بات مرکز میں پہلی ہی یاد
اور متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ غیر معمولی طور پر چندہ جات کی رقم تامل ادا ہے۔ جمعیت
سال رواں میں ۱۹۰۶ء میں ۱۰۰ روپیہ کی وصولی ہونا بھی باقی ہے اگر جماعتیں اور اصحاب زیادہ
عہدہ داران کے لئے سالانہ سہولتوں کی ادائیگی ایام میں تو فیضی چندہ جات ادا کر کے حمایت
مساندہ کی جاسکتی ہے۔ سہولتوں کے ذریعہ لازمی طور پر چندہ جات ادا کر کے حمایت
چونکہ موجودہ مالی سال ۱۹۰۶ء میں پورے ہونے پر ہے اور اس میں بہت مختصر عرصہ باقی رہ
گیا ہے۔ اس لئے چندہ عہدہ داران کو دعاؤں جماعتی سے دعاؤں خواہش ہے کہ وہ بقایا باقی
ادائیگی کی توجہ فرمائیں۔

صدقات اور رمضان المبارک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بخاری شریف میں مروی ہے کہ
رکعتان اجودا الناس بالخیروکان اجود ما یکون فی لیلۃ رمضان...
کان اجود بالخیرومن الویج الموصولہ
حضور علیہ السلام صدقہ و فیرات کرنے میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخی تھے۔
اور رمضان المبارک میں آپ بہت زیادہ صدقہ و فیرات دیا کرتے تھے اور آپ کا صدقہ و
خیرات دینا تیز ہوا کی رفتار کی مانند ہوتا تھا۔
اس مبارک چینیہ میں ہر وقت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اموہ حسنہ کے مطابق
صدقہ و فیرات میں نمایاں حصہ لینا چاہیے۔ اور اسی مزمونہ میں لکھا گیا ہے کہ ہر کوئی مرکز میں
بھی ایسے تحقیق ہونے میں کہ اللہ تعالیٰ فی ضرورت ہر وقت ہے۔

فدایت الصیام

ہر وقت بوجہ بیماری یا ضعیف العمری اور مستورات ایام مکمل یا رضاعت میں روزے نہ کھ
سکتی ہیں انہیں بوجہ تبرکات فدیہ الصیام ادا کرنا چاہئے۔ اور اسی مزمونہ میں لکھا گیا ہے کہ
تادیان کے نام سے بھجوانا چاہیے۔

ولادت باسعادت

تادیان ۱۴ مارچ، بریلی سے اطلاع ہوئی ہے کہ محترم مولوی عبدالرحمان صاحب ضلع
امیر جماعت، حربہ تادیان کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے روزہ کے لئے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ
نور و دلکشی عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ (یادگیری)

مدراس

خان بہادر پروفیسر مولوی محمد صاحب ایم بی
پریڈیٹ
11-TIPPU SAHIB
STREET
Triplicane MADRAS
مولوی کمال الدین صاحب سیکریٹری تعلیم و
تربیت ڈاکٹر۔

106, Kacheer Road
mylapur Madras 4
محمد رفیق صاحب سیکریٹری مال و قاسب
45, SEMBUDOSS STREET
POST. BOX No 1517
MADRAS

گاندھ

ناصر محمد شیخ الدین صاحب والی پریڈیٹ
وسیکریٹری تعلیم و تربیت گاندھ ڈاک
خانہ نمبر ۱۰ ضلع سریشہ آباد۔ مغربی بنگال
غفر حسین صاحب سیکریٹری۔

ناصر سید ابوالفضل صاحب جامی سیکریٹری
اور خان۔
مقصود علی صاحب و عرفان علی صاحب سیکریٹری
دعوت و تبلیغ
ناصر الدین صاحب سیکریٹری ضیانت

نیوکالونی

شیخ آدم صاحب۔ پریڈیٹ۔ ۲/۵
نیوکالونی چرو دار ضلع کلکتہ۔ اڈیر
فضل الرحمن خان صاحب سیکریٹری مال
لطیف الرحمن خان صاحب سیکریٹری
دعوت و تبلیغ۔

حسن الحق خان صاحب سیکریٹری تعلیم و
تربیت
زرگن اموال کورٹھانی اور انہیں
پاکستان کئی ہے۔

